القول الفصل

وما ہو بالہزل

یعنی

مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کے براہین احمدیہ کے ری ویو پر

ری ویو

مؤلفہ

میر حامد صاحب سیالکوٹی

جسے

حکیم مولوی نور الدین صاحب (جموں) حکیم فضل الدین صاحب (بھیرہ) چودھری محمد بخش صاحب سیالکوٹی نے خرید کر مفت تقسیم کیا

پنجاب پریس سیالکوٹ میں غلام قادر فصیح کے اہتمام سے چھپا

الحق

یعنی

تصدیق اصول اسلام وتحقیق ملّت قویمہ حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ کا ماہوار رسالہ

ـ ⁂ ـ

اس رسالہ کے چار نمبر بابت جولائی۔ اگست۔ ستمبر۔ اکتوبر ۱۸۹۱؁ء اکٹھے چھاپ دیئے گئے ہین۔ ان چارون نمبرون مین لودہیانہ کے مشہور مباحثہ کی کل کارروائی بالتفصیل درج ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی اور مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی کے مابین ہوا تہا۔ رسالہ الحق کی سالانہ قیمت ۱ے رہے۔ صرف مباحثہ کے خریدارون سے عمہ۔ درخواستین جلد آنی چاہئین جس درخواست کے ساتہہ قیمت نہین بہیجی جائیگی۔ رسالہ وی پی پارسل مین روانہ کیا جاویگا۔

المشتہر
غلام قادر فصیح مالک و مہتمم۔ پنجاب گزٹ و ناولسٹ و الحق سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(صدائے عاجزانہ)

ذرا جاگو تو اے اہل زمانہ
اٹھو اور خواب غفلت سے ہو بیدار
دیا تہا حق نے جو وعدہ کہ سچا
کہلا وہ راز سربستہ عزیز و
جو تہا اک آنیوالا اب وہ آیا
جو تہا اسلام کی نصرت کا وعدہ
نذیر آیا ہے دنیا میں وہ دیکہو
جو تہا اک آنیوالا وہ یہی ہے
مسیحا کے مثیل اترے وہ اترے
مبارک ہے مبارک ہے مبارک
خدا نے انکو بخشی تیغ براں

خوشی کا گاؤ ملکر سب ترانہ
کہ ہشیاری کا آیا ہے زمانہ
نہیں لازم تمہیں وہ بہول جانا
کہ جو اب تک رہا تہا مخفیانہ
ہوئی بر وقت اصلاح زمانہ
ظہور اس کا تہا حق سے لازمانہ
رہے آگاہ بیگانہ یگانہ
ہے بد قسمت وہی جسنے نہ مانا
کیا دعوی انہوں نے ملہمانہ
محبوب و صدائے عاشقانہ
نہ خنزیروں کا اب ہوگا ٹہکانہ

وہ لائے حجت قاطع ہیں حق سے — صلیبوں کا ہے لازم ٹوٹ جانا
جہاں میں اب تو ہوگی فتح اسلام — ترقی ہوگی اس کی غالبانہ
حقایق دین حق کے اب کہلیں گے — دبیں گے سب کلام باطلانہ
خدا اپنی چمک دکہلائیگا اب — وہ پہیلائیگا نور کاملانہ
نکل بہاگے گی ظلمت اب جہاں سے — مٹیں گے اعتقاد مشرکانہ
یہودی خصلتیں پہیلیں جہاں میں — یہہ آیا ابن مریم کا زمانہ
امام ایسے کی تہی اب انتظاری — جو خصلت رکہے ابن مریمانہ
دیا وعدہ رسول حق نے جسکا — امام اپنا وہ آیا ہم نے مانا
مسیحا دم سے لو اسرار دیں کو — کہ پاؤ تم حیات جاودانہ
خدا نے وقت پر ہم کو سنبہالا — کہ نکلا یہہ الہی کارخانہ
ہے واجب قدر و عزت اسکی ہم پہ — بڑہاؤ اب قدم تم مخلصانہ
نصیحت ہے نصیحت ہے نصیحت — نہ لاؤ اسمیں کچھہ عذر و بہانہ
اسے تسلیم کر لو مان لو تم — کہ جو کہتا ہے ناصح مشفقانہ

کوئی مانے نہ مانے خوش رہے وہ
فقیروں کی صدا ہے عاجزانہ

خاکسار حامد شاہ

انٹروڈکشن

خوش قسمت ہی وہ زمانہ جسمین کوہی سعید الفطرت کامل مصدق وجود ظاہر ہوا اور خوش قسمت ہین وہ اہل زمانہ جو ایسے نورانی وقت کو پائیں اور اس سعید الفطرت مقدس انسانکی قدر کریں۔ ای ناظرین آپکو مبارک ہو کہ اس زمانہ میں بھی ایک پکارنیوالی کی آواز ہے " ای لوگو اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جسکا انتظار کرتے کرتے تمہاری بزرگ آبا گذر گئے اور بیشمار روحیں اسکی شوق میں سفر کر گئیں وہ وقت تمنے پالیا۔ اب اسکی قدر کرنا یا نہ کرنا فایدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھہ میں ہے میں بار بار بیان کرونگا اور اسکے اظہار سے میں رک نہیں سکتا کہ **میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا۔** " اے ناظرین حق بین داعی للعباد۔ نذیر حجۃ اللہ۔ ہادی۔ مہدی۔ شافع۔ مشفع۔ صادق۔ مصدق۔ مبشر بہ بشارات الہیہ کیطرف آپ دل و جان سے متوجہ ہوجائیں جسنے اپنے ظہور و بروز کے ساتھہ اپنے خادم اسلام ہونیکا حقیقی ثبوت زمانہ کو دیا ہے اور ثابت کردیا ہے کہ وہ اللہ کیطرف سے فیوض و برکات پاکر کافۃ الناس کو نور اسلام کی چمک دکھلانے آیا ہے اسنے صداقتہائے قرآنی اور انوار فرقانی کے منصہ ظہور لانیکا پرزور دعوی کیا ہے اور اسکے دعوے مسیحائی سے زمانہ کے مردہ دلونمیں ایک شدید حرکت پیدا ہوگئی ہے وہ کون ہے۔ یہہ بتلانیکی کیا حاجت اب کون شخص ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود امام الزمان سلمہ الرحمان میرزا غلام احمد قادیانی کی ذات بابرکات سے واقف نہیں ہے اس برگزیدہ الہی نے کئی سال سے اپنے کمالات کے اظہار کی سلسلہ جنبانی شروع کر رکہی ہے۔ وہ فیوض و برکات جو اس کامل پر بارگاہ حضرت اقدس سے نازل ہوئے بہت سے کور فطرت حاسدوں کے حسد کا باعث ہوئے اور اس کامل کے آغاز ظہور پر

چند چھوٹے اسلام کا دعوی کرنیوالے پہلے پہلے اٹھے اور تحریراً یا تقریراً اپنی اپنی حاسدانہ
طبایع کا زہر اگلا مگر آخر کار تھک کر اور مایوس ہو کر خاموشی اختیار کی۔ ہاں۔ امت کے افراد نے
جو اپنی علمی فضیلت کا بھی بڑا دعوی رکھتے تھے اس برگزیدہ راستباز کی جمیع برکات و فیوض اور
کل مراتب و مدارج عطیہ واہب العطیات کو بسر و چشم منظور کیا اور اس وجود کو اصلاح امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے لئے از قبیل مغتنمات سمجھکر اسکی تعریف و توصیف کا گیت گایا مگر جب اس برگزیدہ ملہم کی
زبان سے اسی حکیم مطلق نے وہ الہام ظاہر کرایا جسکو معناً وہ پہلے مان چکے تھے اور جس سے اسکا وہ
حقیقی و اصلی منصب دنیا پر ظاہر ہوا جسکے متعلق پہلے ہی سے بشارات ہو چکی تھیں تو سب ظاہر پرست
کج خیال مولوی صاحبان تاب نہ لائے ان سب مسلمہ خوبیوں پر پانی پھیر کر اور خود تسلیم کردہ صداقتوں
سے ہاتھ اٹھا کر خلاف پر کمر بستہ ہو گئے۔ قبل اسکے کہ ناظرین اس ریویو کو پڑھیں ہم مناسب خیال
کرتے ہیں کہ ہم انہیں اس ریویو کی وجہ تحریر سے مطلع کر دیں ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ
پنجاب میں سب سے پہلے مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے حضرت اقدس مرزا صاحب
کی تصدیق کا بیڑا اٹھایا تھا اور اپنی طرف سے وہ پرزور ریویو لکھا تھا کہ جسپر اپنی ہمہ دانی
کے فخر کے ساتھ انکو اسکا بھی ایسا فخر تھا کہ شائد کسیکو ہو۔ اب یہی مولوی صاحب
ویسی ہی معاندانہ کارروائیوں پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ آجتک جسقدر مخالفانہ تحریرات
و تقریرات مولوی صاحب کیطرف سے پبلک میں شائع ہو چکی ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔
ان موجودہ مخالفانہ کارروائیوں کے مقابل میں۔ ایک ایسی تحریر انصاف پسند حق بین
ناظرین کے سامنے پیش کیجاتی ہے۔ جو امید ہے کہ مولوی صاحب کی تلون مزاجی کا کافی ثبوت
دیکر دانشمند احباب کے لئے حق فہمی کا باعث ہو گی۔ اے ناظرین انصاف گزین

یہہ ریویو ان دنوں میں تحریر کیا گیا تہا جب مولویصاحب کی آغاز مخالفت کے دن تہے۔ اس لئے اس ریویو میں بعض بعض جگہ صرف انہیں دنوں تک کی تحریرات یا تقریرات مخالفانہ مولویصاحب کا تذکرہ ہوا ہی چونکہ بعد اسکی بہی رسالہ اشاعة السنہ جلد ۱۳ نمبر ۱ لغایت سوم مین مولویصاحب نے اپنی شمشیر زبان کے جوہر دکہلائیے ہین اور باوجود دعوی کمال علمیت و فضیلت کے بڑے زور سے اسبات کا اقرار کیا ہے کہ ہمکو پہلا ریویو لکہنے مین دہوکا ہو گیا تہا۔ گویا اتنا کہدینے سے مولویصاحب نے حضرت اقدس مسیح الزمان کی ان صداقتون کو جنہین وہ ریویو براہین احمدیہ میں پہلے تسلیم کر چکے ہین ٹالنا چاہا ہے مگر مولویصاحب کے ایسے طفلانہ کلمات جواب مخالفت کے ناروا اور بیجا زور مین ان کے مونہہ سے نکل رہی ہیں۔

انکی تصدیقی ریویو کے طرز بیان اور واقعات مبینہ کو کمزور نہین کر سکتے۔ اور اب انکی چہو منتر کی پہونکون سے حضرت اقدس مسیح الزمان کے انوار بجہہ نہین سکتے۔ بیشک مولویصاحب اب اٹہہ آٹہہ آنسو بہا رہے ہین۔ اور اپنے اس ریویو نویسی پر دل مین پشیمانی اٹہا رہے ہین مگر اسکی سوا کہ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خویش باید زد۔ اب مولویصاحب کر ہی کیا سکتے ہین۔ اس طوفان بے تمیزی مین جو مولویصاحب نے برپا کر رکہا ہے ان تصریحات و واقعات کا جو ریویو مذکور مین موجود ہین اور جنکی صداقت پر معقولی و منقولی شہادتین قلمبند ہوی ہین اور جسطرح حالات و الہامات و دیگر دعاوی حضرت اقدس مسیح الزمان کی تصدیق کی گئی ہے پبلک کی نظر سے گذر جانا ضرور ہے تاکہ ہر ایک منصف مزاج حق پرست کو مولویصاحب کے دہوکا کہا جانیکا پتہ لگ جائے

اور معلوم ہو جائے۔ کہ اپنی علمیت او فضیلت اور ہمہ دانی کا بڑہ بڑہ کر دعوی کرنیوالے

اور اپنی لیاقت علمی کمالات تعلیمی وحدیث دانی پر اتراتیوالے اگر دہوکا کہاتے ہین تو کسطرح کہاتے ہین - ورنہ یہہ تو ہرگز امید نہین ہوسکتی کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کی مخالفانہ حالت کی تبدیلی کا یہہ تحریر باعث ہوسکے - ان کی راست روی حق طلبی - تہذیب وشایستگی کا ثبوت تو اس بحث سے جو فیما بین حضرت مسیح الزمان سلمہ الرحمن ومولوصاحب کے لودہیانہ مین ہوئی ہے پورا پورا مل گیا ہے - مگر مولوصاحب کی ایسی مجادلانہ حرکات پر آخرکار یہہ شعر عرض کرنے سے نہین رک سکتے ؎ با صاف دل مجادلہ با خویش دشمنی ست ؛ ہرکس کشد بآئینہ خنجر بخود کشد -

آخر مین ایک عرض ناظرین اہل بصیرت سے بہی یہہ کرنا چاہتا ہون کہ وہ اس ریویو کو خالی الذہن ہوکر بغور پڑہین انشاء اللہ تعالی اگر از آغاز تا انجام وہ اس تحریر کو دیکہہ جائینگے تو ان کو واقعات نفس الامری کا پتہ ضرور لگ جائیگا اور مولوصاحب کی دیانت - امانت اور حق روی کے جانچنے کا موقع ملیگا - اگر مولوصاحب کے کسی معتقد کو میری یہہ تحریر ناگوار گذرے تو وہ بہی یہہ مصرع پڑہ کر اس خاکسار کو معذور رکہین ؎

اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

خاکسار حامد سیالکوٹی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الامین

الحق یعلو ولا یعلی علیہ

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اڈیٹر و مہتمم رسالہ اشاعۃ السنہ نے اپنے رسالہ نمبر ۶و ۷ بابت ماہ جون و جولائی اگست ۱۸۸۴ء جلد نمبر ۷ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور جنہوں نے ان دنوں اپنی مثیل المسیح ہونیکا اعلان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ الہام وہ اس دعوے پر قائم ہوئے ہیں اور اپنے اس دعوے کو حضرت موصوف نے نہایت زور و شور سے تین رسالوں فتح اسلام توضیح مرام ازالہ اوہام میں پبلک پر ظاہر فرمایا ہے۔ کی کتاب براہین احمدیہ پر ریویو تحریر فرما کر شائع کیا تھا مولوی محمد حسین صاحب کا یہ ریویو رسالہ مذکور کے صفحہ ۱۵۸ سے شروع ہوا ہے اور نمبر ۱۱ جلد ۷ کے آخیر تک ختم ہوا ہے پہلا حصہ اس ریویو کا رسالہ مذکور کے صفحہ ۱۵۸ سے صفحہ ۲۰۳ تک ہے اور دوسرا حصہ نمبر ۹ جلد ۷ صفحہ ۲۵۷ سے شروع ہوا ہے۔ اور تین نمبروں ۹-۱۰-۱۱ میں درج ہو کر صفحہ ۳۴۸ پر ختم ہو گیا ہے۔ آج کل جو حضرت مرزا صاحب نے

اپنے مثیل المسیح ہونے کو پبلک پر ظاہر کیا ہے - تو اسکے ساتھ ہی حضرت موصوف نے - مسیح علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے اور پھر آسمان سے نزول فرما کر دوبارہ بجسد عنصری دنیا میں تشریف لانے سے بھی انکار کیا ہے اور آپ نے ظاہر کیا ہے کہ دراصل حضرت مسیح علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں آنا ظلی اور مثالی طور پر ایک روحانی امر ہے - نہ جسمانی طور پر حضور مثیل المسیح کے اس دعوے اور اظہار سے اب مولوی محمد حسین صاحب برخلاف ہیں - اس بارہ میں جسقدر خط وکتابت مابین حضور مثیل المسیح - و مولوی صاحب موصوف کے ہوئی ہے وہ میری نظر سے گذری ہے اور اسی پرائیویٹ خط وکتابت کو اب مولوی محمد حسین صاحب نے بازیادی کیقدر نوٹوں کے جو حضرت مرزا صاحب کے بعض جوابی الفاظ و عبارت پر اپنی طرف سے اپنے مفہوم کے موافق چڑھائے ہیں چھپوا کر پبلک میں شائع بھی کر دیا ہے - اس تحریر میں - اوس خط وکتابت کی اشاعت - اور اوسکے متعلق نوٹوں کی نسبت کہ آیا وہ نوٹ کہانتک حضرت مرزا صاحب کی جوابی عبارت کے اصل اور سچ مفہوم کے مطابق ہیں ذکر کرنا کچھ ضروری نہیں انصاف پسند سنجیدہ مزاج ارباب عقل مولویصاحب کی عالمانہ نکتہ چینیوں کو جو طفلانہ اور تمسخرانہ نوکوں جھوکوں کے فقرات میں ادا ہوئی ہیں خود وزن دے لیں اور مولویصاحب کی ان غیر متعلق بلا ثبوت بیجا حملونکو جو محض بلا لحاظ حالات انبیاء و اولیا ہوئی ہیں غور سے دیکھیں - اور مولویصاحب نے اس سیدھی سادی بزرگانہ اور مخلصانہ عبارت کو

اپنی خوش فہمی سے جسطرح توڑ تاڑ کر محض غیر متعلق نتیجے اس سے نکال لیتے ہیں خیال فرماویں مگر اس خط و کتابت اور اوسکے متعلق نوٹوں کے دیکھنے والوں نے مولوی صاحب کی مخالفانہ حالت کا اندازہ کر لیا ہوگا۔ اس خط و کتابت کے مطالعہ کے بعد اس راقم عاجز کو ۔ ریویو کا جو وہ براہین احمدیہ پر تحریر فرما چکے ہیں جسکو میں نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ دیکھنے کا شوق ہوا آپ نے ایک معزز مہربان سے اشاعۃ السنہ کی رسالہ جات صحیحہ منگوا کر اس ریویو کو بڑی غور سے ایک ایک لفظ از آغاز تا انجام بخوبی دیکھا اور مولوی صاحب کے حال کی مخالفت اور حضرت مرزا صاحب کی نسبت ان نوٹوں کا جو شائع کردہ مراسلات میں انہوں نے درج کئے ہیں مقابلہ کیا۔ تو میں سچ عرض کرتا ہوں کہ مجھے مولویصاحب کے ایسے برگشتہ ہو جانے اور سب تسلیم کردہ صداقتوں پر پانی پھیر دینے سے سخت تعجب آیا کیونکہ میں نے کل ریویو کی دیکھنے کی بعد یہی نتیجہ نکالا کہ مولویصاحب حضرت مرزا صاحب کی کل حالات کو معہ فیض الہام مختلف شواہد نقلی و عقلی اور استدلالات معقولی و منقولی سے ثابت کر چکے ہوئے ہیں تو اب اسی سرچشمہ الہام سے حضور مثیل المسیح کا یہہ دعویٰ نکلا ہے تو پھر مولویصاحب کا اس سے کیوں اختلاف واقع ہوا ہے اور جب ہر طرح کی وجوہات اور استدلالات سے جو تصدیق و ثبوت الہامات میں ریویو میں درج ہو چکے ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب کا مثیل المسیح اور ملہم اور اونکے الہامات کا منجانب اللہ ہونا۔ اور وسوسہ شیطانی اور دخل شیطانی سے محفوظ ہونا ثابت ہو چکا ہے اور مخالفین اور مکفرین حضرت مرزا صاحب کو مولویصاحب دندان شکن جواب دے چکے ہیں تو اب اس شور اشوری سے اس بے نمکی کی طرف کیوں جھک پڑے ہیں خیر یہہ ایک امر ربی ہے خدا جانے

مولویصاحب کی قلم سے یہہ ریویو کسطرح نکل گیا جو ایک بندہ خدا کے شاکی اظہار کا موجب ہوگیا اور اب ان کی قلم سے پبلک کے سامنے کیا کیا تحریریں پیش ہوئی ہیں اور کیا کیا اثر انہوں نے پھیلائے ہیں۔ مگر مولویصاحب کی فضیلت و علمیت کا بھی عجیب رنگ ہے۔ کہ جب موافقت پر کمربستہ ہوں تو کوئی بات اٹھا نہ رکھیں جو خصم کی سامنے پیش کر کے اسکو ساکت نہ کراویں اور جب کسی صادق کی موافقت سی کنارہ کش ہو جائیں تو کسی خوبی کے بھی قایل نہ رہیں۔ جب حال یہہ ہے تو اللہ ہی رحم کرے۔ خیر اس تحریر سے صرف یہہ غرض ملحوظ خاطر ہی کہ عام مسلمانوں کے سامنے صرف ان راؤں کو پیش کر دیا جائے جو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اس ریویو میں مختلف مقامات پر ظاہر فرمائی ہیں تا کہ ہر ایک شخص کو۔ جو آجکل اس معاملہ میں کچھ گفتگو کرتا ہے مولوی صاحب کی پہلی تحریر سے واقفیت ہو جائے اور آگاہی حاصل کرے کہ مولوی صاحب کس حد تک حضرت مثیل المسیح کے حالات کے شاہد اور مصدق ہیں اسواسطے میں اس ریویو کا تھوڑا تھوڑا انتخاب کرتا ہوں اور کسی کسی جگہہ جہاں بلحاظ خاص قیود و مولویصاحب کے جو انہوں نے اس ریویو میں لگائی ہیں مناسب معلوم ہو نوٹس لیکر کچھ عرض کرتا جاؤں گا تا کہ مولویصاحب کی اڈیٹرانہ پیش بندیونکی قلعی کھلتی جائے یہاں اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ یہہ تحریر جسکا نام مولویصاحب نے ریویو رکھا ہے بہت ہی کم اس قابل ہے کہ اسکو کامل طور پر ریویو کا منصب دیا جائے۔ البتہ ابتدائی اوراق کی تحریر تو کچھ اس صورت پر چلی ہے کہ انداز ریویو معلوم ہوتا ہے مگر جیوں جیوں آگے بڑھتی گئی ہے اس تحریر کی طرز مخالفین کے جوابات و دلائل منکرین کا پہلو لیتی ہوئی دوسر

رنگ میں آگئی ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا مولویصاحب حضرت مرزا صاحب کی حمایت کا خوامخواہ بیڑا اٹھا کر نیچی جھاڑ کر مخالفین کے پیچھے پڑ گئے ہیں اور ریویو کے اصلی منشاء کو چھوڑ کر کہیں کے کہیں نکل گئے ہیں۔ بیشک مولویصاحب نے یہہ ہمت فرمائی ہے کہ مخالفین و منکرین الہامات و حالات مرزا صاحب کی دو گروہوں کو مد نظر رکھ کر اِن کی بیجا تہمتوں اور ار و بہتانوں کا جواب عقلی اور نقلی دلائل سے دیا ہے۔ اور اکثر عبارات الہامی کو حضرت مرزا صاحب کی وجود مبارک سے منطبق فرما کر مخالفین کو حضرت مرزا صاحب کی تکفیر سے باز رکھنا چاہا ہے اور اکثر گذشتہ اکابر سلف بزرگان دین اور نیز اولیاؤں کے حالات قلم بند کرنے سے حضرت مرزا صاحب کے حالات و مقالات کا صحیح یقین دلانا چاہا ہے۔ اصل بات یہہ ہے کہ گویا مولویصاحب نے ریویو کے پیرایہ میں حضرت مرزا صاحب کا ایک طرح سے ڈیفنس کیا ہی۔ اور حضرت موصوف کو گروہ مخالفین اور مکفرین کی نظروں میں اعلی درجہ کا پاکباز اور راست باز دکھلانے میں پرلے درجہ کا زور لگایا ہے اور حمایت کا پورا حق ادا کیا ہے انصاف تو یہہ ہے کہ انصاف بیں آنکھیں اس ریویو کے مطالعہ کے بعد اسی نتیجہ پر پہونچینگی جو عرض کیا گیا ہے۔ اب انتخاب ریویو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ صفحہ ۱۵۸ سے اس ریویو کا آغاز مولوصاحب یوں فرماتے ہیں (وہو ہذا) "اس کتاب کے چار حصہ طبع ہو کر ہماری نظر سے گذری ہیں۔ ہم قبل اسکی کہ اس پر رائے زنی کریں اسکے اکثر مطالب کی تلخیص مناسب سمجھتے ہیں تاکہ بحکم آنکہ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید۔ اس کتاب کی خوبی خود اس سے ظاہر ہو اور جو کچھ ہم اسکی نسبت کہیں اس میں کسی کو مبالغہ کا گمان نہو حصہ اول کی نسبت

صرف یہہ عبارت معہ راۓ خود مولویصاحب تحریر کرتے ہیں۔
"اس نسخے کے حصہ اوّل میں تو صرف سبب تالیف بیان ہوا ہے
اور اس کتاب کے جواب پر دس ہزار روپیہ انعام دینے کا اشتہار
تقلم جلی درج کیا گیا ہے۔ اس اشتہار کی نسبت ہم یہہ راۓ ظاہر
کرتے ہیں کہ یہہ مؤلف کی کمال ثابت قدمی اور عالی ہمتی پر دلیل
ہے اور مخالفین اسلام پر خدا تعالےٰ کی جانب سے کامل حجت پیدا
ہوئی ہے۔ اس اشتہار پر بھی کسی نے اسکے جواب میں قلم نہ اٹھایا
تو اس سے کس و ناکس کو اس بات کا یقین ہونا لازم ہے کہ
مخالفین اسلام سے کسی کو اپنے مذہب کی سچائی کا کامل یقین
نہیں ہے جیسے کہ اسلام کی سچائی پر دلائل قائم ہیں۔ اس صورت میں ان
کا اسلام سے انکار انصاف و فتوت کے خلاف ہے"
نشان زدہ الفاظ کو ناظرین غور سے ملاحظہ کریں۔ اور حضرت مرزا صاحب کی تحدی کا خدا تعالیٰ
کی جانب سے ایک حجت قائم ہونیکو مولویصاحب کا مان لینا دیکھیں یہہ آپ کی قطعی رائی ہی اس راۓ
کو مولویصاحب نے کسی امکانی یا تجویزی پیرہ سے قید نہیں کیا۔ بعد اسکے مولویصاحب نے تلخیص
حصہ دوئم فرمائی ہے اور ان امور چہارگانہ کا خلاصہ کیا ہے جو حصہ دوئم کے ایک ہی مقدمہ
میں ظاہر کی گئی ہیں۔ ان امور چہارگانہ کی متعلقہ حاشیوں کا نمبروار نشان دیا ہے اور تھوڑے
الفاظ سے مطالب حاشیہ کی تصریح کر دی ہے۔ اور اس خلاصہ کی طرز تحریر ایسی رکھی ہے

کہ حصہ دوئم کے جمیع مطالب کی خوبی کا دیکھنے والے کو یقین ہو جاتا ہے صفحہ ۶۰ سے تلخیص حصہ سوم شروع ہوئی ہے اور اسیطرح برابر حصہ چہارم کی آخیر تک کے کل مضامین مندرجہ متن و حواشی و حاشیہ در حاشیہ کی جمیع مطالب کی صفحہ وار تصریح کردی گئی ہے اور جن جن فرقہ ہاے مخالف اسلام کی مقابل حضرت مرزا صاحب نے اس کتاب میں گفتگو فرمائی ہے اس خلاصہ میں ان کل فرقوں کی معہ ان کی اعتراضات اور ان کی جوابات کے جو نہایت وضاحت سے حضرت مرزا صاحب نے تحریر فرمائے ہیں ذکر کردیا گیا ہے۔ صفحہ ۶۹ تک کل تلخیص کتاب کو ختم کرکے اب مولویصاحب اپنی رائے کا اظہار یوں فرماتے ہیں۔

"یہہ اس کتاب کا خلاصہ مطالب ہے۔ اب ہم اس پر اپنی رای نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں یہہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جسکی نظیر آجتک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آیندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔ اور اسکا مؤلف بھی اسلام کی مالی جانی قلمی لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایسی کتاب بتادے جسمیں جملہ فرقہ ہای مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشاندہی کرے جنھوں نے اسلام کی نصرت میں

مالی جانی قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھالیا ہو اور مخالفین اسلام
اور منکرین الہام کی مقابلہ میں مردانہ تحدی کی ساتھ یہہ دعوی کیا ہو کہ جسکو وجود
الہام کا شک ہو وہ ہماری پاس آکر تجربہ و مشاہدہ کرے اور اس تجربہ اور
مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔ مگر افسوس صد افسوس سب سے پہلے
اس کتاب کی خوبی و حقی اسلام نفع رسانی سی بعض مسلمانوں نے ہی الٹا گیا
ہی۔ اور بر طبق تجعلون رزقکم انکم تکذبون اس احسان مولف کی مقابلہ
میں کفران کر دکھایا ہے۔،،

الحمد للہ یہہ رائے بھی مولوی صاحب کی قلم سے قطعی نکل گئی اسپر بھی کوئی پہرہ یا چوکی امکانی
یا تجویزی الفاظ کی نہیں بیٹھائی۔ نشان زدہ فقرات غور سے ملاحظہ ہوں لفظ (حالی نصرت)
جو خاص ولائت حقہ حضرت مرزا صاحب کی طرف اشارہ کر رہا ہی۔ اس رائے میں جو ایک مجموعی رائے
تالیف حضرت مرزا صاحب پر ہے مولوی صاحب نے حد کر دی۔ اور ایسا غلبہ یقین اسوقت انکی دل پر
ہوا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی تحدی تو تھی ہی مولویصاحب نے بھی حمایت میں تحدی کی فقرات
زور سے قلمبند کرکے حضرت مرزا صاحب کی خوبی اور حقی اسلام نفع رسانی کا اقرار کر لیا مولویصاحب اگر
کے ان نوٹوں کو جو انہوں نے پرائیویٹ مراسلت شائع کردہ کی بعض فقرات پر لگائے ہیں
اور شاید وہ اپنی آئندہ ریویو میں جسکو انہوں نے کسی خاص وجہ کی لحاظ سی ابھی ملتوی رکھا ہے
ان فقرات سی کچھ اپنا مطلب نکلنے والی ہیں۔ ان کی اس قطعی رائے سی ملایا جائے تو مولویصاحب
کی یہہ مخاصمانہ کارروائی جبکا انہوں نے اب بیڑا اٹھایا ہی کیا نتیجہ پیدا کرنے والی ہی؟ اور منصف اہل حق

طبائع کو کیا زنگ دکھانے والی ہے؟ اسلام کی نصرت مالی جانی قلمی ولسانی کی علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھانے والے کے مقابل۔ مخاصمانہ کارروائی کا بیڑا اٹھانا۔ اسلام کے حق میں کہانتک مفید ہوسکتا ہی؟ اور جس بزرگ نے تجربہ اور مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔ اسکی مخالف کھڑا ہوجانا۔ اقوام غیر کے سامنے کیسے مضحکہ کا باعث ہوسکتا ہے۔ الحمد للہ اول تو یہہ تایید اور اب یہہ خلاف۔ چشم باز وگوش باز وایں زکا۔ خیرہ ام در چشم بندی اے خدا۔ مولویصاحب نے اپنی اس رائی کے متعلق ایک حاشیہ صفحہ ۷ اپر درج فرمایا ہے۔ اور ان مسلمانوں کا جنہوں نے انکار کیا ہے نشان دیا ہی مولویصاحب کی حاشیہ کی عبارت یہہ ہے۔

انکار کرنیوالے مسلمان امرتسر ولودھانہ وغیرہ کے ساکنیں ہیں۔ اس انکار وکفران پر باعث لدھانہ کے بعض مسلمانونکو صرف حسد وعداوت ہے اسکی ظاہری دو سبب ہیں۔ ایکیہ کہ انکو اپنی جہالت نہ اسلام کی ہدایت سے گورمنٹ انگلشیہ سے جہاد وبغاوت کا اعتقاد ہی اور اس کتاب میں اس گورمنٹ سی جہاد وبغاوت کو ناجائز لکھا ہی لہذا وہ لوگ اس کتاب کے مؤلف کو منکر جہاد سمجھتے ہیں۔ اور ازراہ تعصب وجہالت اسکی بغض ومخالفت کو اپنا مذہبی فرض خیال کرتے ہیں مگر چونکہ وہ گورمنٹ کی سیف واقبال کے خوف سی علانیہ طور پر انکو منکر جہاد نہیں کہہ سکتی اور نہ عام مسلمانوں کی روبرو اس وجہ سی انکو کافر بنا سکتی ہیں لہذا وہ بموجب

کفر کو دل میں رکھتے ہیں۔ اور بجز خاص اشخاص جن سے ہم کو یہہ خبر پہونچی ہے
کسی پر ظاہر نہیں کرتے اور اسکا اظہار دوسری لباس اور پیرایہ میں کرتے
اور یہہ کہتے ہیں کہ براہین احمدیہ میں فلان فلان امور کفریہ ادعوی نبوت اور
نزول قرآن اور تحریف آیات قرآنیہ پائی جاتی ہیں اسلئے اسکا مؤلف
کافر ہے موقعہ جلسہ دستاربندی دیوبند پر یہہ حضرات بھی وہاں پہونچے اور
لمبے لمبے فتوے تکفیر مؤلف براہین احمدیہ کے لکھہ کر لیگئے اور علماء دیوبند
و گنگوہ وغیرہ سے انپر دستخط و مواہیر ثبت کرنے کے خواستگار ہوئے۔
مگر چونکہ وہ کفران کا اپنا خانہ ساز کفر تھا جکا کتاب براہین احمدیہ میں کچھہ
اثر پایا نہ جاتا تھا لہذا علماء دیوبند و گنگوہ نے ان فتووں پر مہر دستخط
کرنے سے انکار کیا اور ان لوگونکو تکفیر مؤلف سے روکا اور کوئی ایک
عالم بھی انکا تکفیر میں موافق نہ ہوا جس سے وہ بہت ناخوش ہوئے
اور بلا ملاقات وہاں سے بھاگے کانہم حمر مستنفرۃ فرت من قسورہ کے
مصداق بنے ناظرین انکا یہہ حال سنکر متعجب ہوا اور اس امر کے منتظر
ہوں گے کہ ایسے دلیر اور شیر بہادر کون ہیں جو سب علماء
وقت کے مخالف ہو کر ایسی جلیل القدر مسلمان کی تکفیر کر لیتے ہیں اور اپنی
مہربان گورنمنٹ کی ساتھہ جسکی ظل حمایت میں باامن شعار مذہبی ادا
کرتے ہیں جہاد کو جائز سمجھتے ہیں۔ انکی دفعہ تعجب و رفع انتظار کی لیے ہم

اِن حضرات کی نام بھی ظاہر کر دیتے ہیں - وہ مولوی عبد العزیز و مولوی محمد
وغیرہ پسران مولوی عبد القادر ہیں جن سب کا ۱۸۵۷ء سی باغی و بدخواہ گورنمنٹ
ہونا ہم اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۶ وغیرہ میں ظاہر و ثابت کر چکی ہیں اور اب بھی پبلک
طور پر سرکاری کاغذات کی شہادت سی ثابت کرنیکو موجود و مستعد ہیں اگر
وہ یا کوئی انکا واقف معتقد اس سے انکار کرے دوسرا سبب یہ ہے کہ انہوں نے
باستعانت بعض معزز اہل اسلام لودہانہ (جنکی نیک نیتی و خیرخواہی ملک و سلطنت
میں کوئی شک نہیں) مقابلہ مدرسہ صنعت کاری رفاہ عام لودھانہ ایک
مدرسہ قائم کرنا چاہا تھا اور اس مدرسہ کے لئی لودہانہ میں چندہ جمع ہو رہا تھا کہ انہیں
دنوں میں مولف براہین احمدیہ باستدعائے اہل اسلام لودہانہ میں پہونچ گئے
اور وہاں کی مسلمان انکی فیض زیارت اور شرف صحبت سی مشرف ہوئی انکی
برکات اور اثر صحبت کو دیکھکر اکثر چندہ والی انکی طرف متوجہ ہو گئی اور اس
چندہ کا بہت سے روپیہ طبع و اشاعت براہین احمدیہ کی لئے مؤلف کی خدمت
میں پیش کش کئی گئی اور مولوی صاحبان موصوف تہیدست ہو کر ہاتھ ملتے
رہ گئے - اس امر نے بھی ان حضرات کو بھڑکایا او مولف کی تکفیر پر آمادہ
کیا جنکو ان باتوں کی صدق میں شک ہو وہ ہم کو اس امر سی مطلع کریں
ہم لودہانہ سے عمدہ اور واضح طور پر ان باتوں کی تصدیق کرا دینگے وباللہ التوفیق
امرتسر کے مسلمانوں کے اس انکار کا باعث انکی نافہمی اور بے ذوقی اور کسیقدر

عموماً اہل اللہ اور اہل باطن سے گوشہ تعصبی انکو خاص کر مولف براہین احمدیہ سے کچھ عداوت نہیں ہے"
یہہ ہی وہ حاشیہ جو مولویصاحب موصوف نے صفحہ ۲۰ سے ۲۷ تک اپنی رای پر چڑھایا ہے۔ اور اس
میں منکرین و مکفرین حضرت مرزاصاحب کی قلعی کہولدی ہے اور ظاہر کردیا ہی کہ آجکل کے
مولویصاحبان کسقدر دیانت داری اور ایمانداری سے کارروائی کرتے ہیں اور انکو ایک
جلیل القدر مسلمان اہل اللہ اور اہل باطن سے کس طرح کی بدظنیاں پیدا ہو گئی ہیں اس
حاشیہ میں نشان زدہ الفاظ و فقرات پر ناظرین ذرا النظر ثانی کرلیں۔ کیونکہ یہہ الفاظ
بلا قید و مولویصاحب کی قلم سے نکلی ہوئی ہیں۔ جلیل القدر مسلمان اہل اللہ اہل باطن
فیض زیارت شرف صحبت برکات اور اثر صحبت ان کا مورد و محل حضرت مرزاصاحب
ہی کی ذات بابرکات قرار دی گئی ہی جنکی بارہ میں مولویصاحب یہہ ریویو تحریر فرما رہے ہیں
پھر مولویصاحب متن میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

کہ انکی اس انکار کو کفران کا مورد و موجب مولف کی کتاب کے وہی الہامات
ہیں جو اس کتاب کی اخص برکات سے ہیں ان الہامات کو بعض مسلمان امرتسری
تو صرف غیر صحیح و غیر ممکن و ناقابل تسلیم بتاتی تہیں اور بعضے لودہانہ والی انکو کہلم
کہلا کفر قرار دیتی ہیں اسجگہہ نشان زدہ الفاظ اخص برکات کو جو کتاب براہین
احمدیہ کے الہامات کی طرف اشارہ ہی اور بلا قید آزادانہ طور پر مولویصاحب کی قلم
سی نکلا ہی ناظرین یاد رکھیں۔ تھوڑا آگے چل کر انہیں اسکی وزن کرنیکی تکلیف
دی جائیگی فریق اوّل امرتسری مسلمان تو اپنی انکار کی یہہ وجہ پیش کرتے

ہیں کہ الہام غیبی جو ہم رنگ وحی ہے بجز انبیا کسی کو نہیں ہو سکتا اور آج تک کسی کو نہیں ہوا۔ اور اگر طبعی خیالات و خطرات مراد ہیں تو انکو ولی سی کیا خصوصیت ہے یہہ خطرات کافر انسان بلکہ حیوان مکھی وغیرہ کو بھی ہوتے ہیں

اور فریق دوئم تو دہانوی مدعیان اسلام اپنی تکفیر کی یہہ وجہ پیش کرتے ہیں کہ ان الہامات میں مولف نے پیغمبری کا دعوی کیا ہی اور اپنی آپ کو اُن کمالات کا جو انبیا رسی مخصوص ہیں محل ٹہرایا ہی اور ان آیات قرانیہ کا جو خاص آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیار سابقین کے خطاب میں وارد ہیں مورد و نزول قرار دیا ہی ازانجملہ چند آیات معہ ترجمہ و نشان محل بیان از قران و براہین احمدیہ درج کی جاتی ہیں۔ الخ

اس جگہہ مولوی صاحب نے صفحہ ۱۷۲ سے ۱۷۵ تک ہر دو فریق کے دلائل اور اعتراضات کا ذکر کیا ہے اور حضرتِ مرزا صاحب کی تیرہ الہامی عبارتوں کو معہ ترجمہ کے درج کیا ہی۔ اور ان آیات و فقرات الہامی سی ہر دو فریق مخالف کو جو مغالطات اور بدظنیاں واقع ہوئی ہیں اور جو نکتہ چینیاں ہر دو فریق منکرین و مکفرین کی ہیں انکا جواب دیا ہی۔ اور جو بہتان اور افترا پولیٹکل نکتہ چینیوں کے پیرایہ میں مخالفین نے الہامات مرزا صاحب سی پیدا کر کے گورنمنٹ کو بھڑکانا چاہا ہے اسکی تردید بھی مولوی صاحب نے نہایت واضح دلائل و ثبوت سی جو سچے واقعات پر مبنی ہے کی ہے چنانچہ صفحہ ۱۷۵ میں مولوی صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں۔

"ہمارے تحقیق وتجربہ ویقین ومشاہدہ کے رو سے یہہ سب نکتہ چینیاں
مذہبی ہیں خواہ پولٹیکل۔ از سرتا پا سوء فہمی یا دیدہ دانستہ دھوکہ دہی
پر مبنی ہیں اور بجز دعوی الہام جو کچھ مولف کی نسبت کہا گیا ہی محض بے
اصل ہے نہ مولف کو نبوت کا دعوی ہے نہ حصول خصوصیات انبیاء
کا ادعا نہ پولٹیکل سرداری کا خیال ہے۔ نہ بجز مذہبی ہدایت واشاعت
بذریعہ قلم وزبان کسی امر کا قصد ومقال اسلیئے ہم حسبتہً للہ ونصیحتاً
لخلق اللہ اس ریویو میں ان نکتہ چینیوں کا جواب دیتے ہیں اور ان تہمتوں
سے کتاب اور موءلف کی دامن کو پاک کرتے ہیں۔ اور چونکہ مذہبی نکتہ
چینی کا جواب زیادہ بحث طلب ہے اور جواب پولٹیکل نکتہ چینی مختصر لہذا
ہم اس جواب کو مقدم کرتے ہیں وباللہ التوفیق"۔

قبل اسکے کہ مولوی صاحب کی آیندہ آنیوالی کلمات کی تحریر سے ناظرین کو واقف کیا
جائے۔ انکی انصاف پسند طبائع پریشان زدہ الفاظ وفقرات کا اظہار ضروری سمجھ
کر عرض کیا جاتا ہے۔ کہ پہلے ان الفاظ اور انکے مفہوم کو ملاحظہ فرماویں جن پر نشان
ہندسہ دیا گیا ہی۔ اور پھر مذہبی خواہ پولٹیکل۔ فقرہ کے ساتھ ان الفاظ۔ تحقیق تجربہ
یقین مشاہدہ کو ملاکر جس اطمینان سی مولوی صاحب نے یہہ رای دی ہی۔ اسکا خیال
رکھیں بہلا کوئی امکانی یا تجویزی رائے ان الفاظ میں بیان کی جاتی ہے اگرچہ بجز دعوے
الہام کی الفاظ جو مولوی صاحب نے تحریر فرمائی ہیں بہ نظر ظاہر مستثنیات میں معلوم ہوتی ہیں

مگر طرز عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ یہہ استثنا مولویصاحب کی ذاتی تحقیق اور تجربہ یقین
اور مشاہدہ پر حاوی نہیں۔ یہہ مکفرین و منکرین کی نکتہ چینیوں کے متعلق ہے
جسکا مفہوم طرز عبارت صاف بتا رہی ہے کہ مخالفین کی سب نکتہ چینیاں بجز دعوے
الہام محض بے اصل ہیں یعنی سوائے دعوی الہام کی باقی نکتہ چینیاں تو محض افترا اور نرا
بہتان ہی ہے البتہ دعوی الہام کی نسبت جو کلام مخالفین نے کیا ہے اس میں بلحاظ
اصول مذہب و شریعت انہوں نے کچھ دلائل دے ہیں۔ یہہ شک و شبہہ اگر ہی تو مخالفین کو
ہے مولویصاحب تو الہامات مندرجہ کتاب کو اخص برکات سے سمجھتے ہیں۔ ناظرین اس
خصوصیت کو یاد کریں جیسا کہ پہلے عرض ہو چکا ہے۔ اور جہاں مولویصاحب نے ثبوت
الہامات پر قلم اٹھایا ہے اس سے بھی مخالفین کی اعتراضات کی تردید پر ہی زور لگایا ہے
اور اس استثنائی صورت کو دور کر دیا ہے۔ اور ظاہر کر دیا ہے کہ ان تہمتوں سے کسطرح کتاب
اور مولف کا دامن پاک ہے۔ سبحان اللہ۔ کیا ہی شان ربی ہے۔ مولویصاحب کی
اب مخالفت و پیش قدمی فرمانے پر یہہ مصرعہ یاد آتا ہے + کبھی ہم بھی تم بھی تھے
آشنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔ اب آگے چلکر مولویصاحب اپنی اس تحقیق تجربہ
یقین مشاہدہ کا نہائت زور سے ثبوت پیش کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں
"کہ مؤلف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جسقدر ہم واقف ہیں
ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلینگے۔ مؤلف صاحب
ہمارے ہم وطن ہیں بلکہ اوائل عمر کے جب ہم قطبی اور شرح ملا

پڑہتے تھے ہمارے ہم مکتب اس زمانہ سے آج تک ہم میں اون میں خط وکتابت ملاقات مراسلت برابر جاری رہی ہے اسلئے یہہ کہنا کہ ہم ان کے حالات وخیالات سے بہت واقف ہیں مبالغہ قرار نہ دیئے جانے کے لائق ہے"

ناظرین جب مولویصاحب بڑے زور سے حضرت مرزا صاحب کی حالات وخیالات سے واقفیت کا دعوی کرکے یہہ ریویو لکھتے ہیں تو بے شک انکا یہہ کہنا بالکل بجا ہے اور درحقیقت جیسا مولویصاحب نے دعوی کیا ہے اس میں وہ بالکل سچے ہیں اگرچہ آج مخالفت کی گرم بازاری میں مولوی صاحب اپنی ان تحریر کردہ رایوں کو خود مبالغہ سمجھیں تو سمجھیں مگر امید ہے کہ آپ لوگ ہرگز ہرگز اسکو مبالغہ قرار نہ دینگے سنئیے مولویصاحب کیا فرماتے ہیں۔

"گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت کا خیال کبھی مولف کے آس پاس بھی نہیں پھٹکا وہ کیا انکی خاندان میں کوئی اس خیال کا آدمی نہیں ہے۔ بلکہ ان کے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضی نے تو عین زمانہ طوفان بے تمیزی غدر ۱۸۵۷ء میں گورنمنٹ کا خیرخواہ جان نثار و وفادار ہونا عملاً ثابت کردکھایا ہے اسی غدر میں جب کہ ترموں کے گھاٹ پر متصل گورداسپورہ مفسدین بدطینت نے یورش کی تھی ان کے والد ماجد نے باوجودے کہ بہت بڑی جاگیردار وسردار نہ تھے اپنی جیب خاص سے پچاس گھوڑے

گھوڑے معہ سواران و ساز و سامان طیار کر کے زیر کمان اپنے فرزند دلبند میرزا غلام قادر مرحوم کے گورنمنٹ کی معاونت میں دئی جس پر گورنمنٹ کی طرف سے ان کی اس خدمت پر شکریہ ادا ہوا اور کسی قدر انعام بھی ملا علاوہ براں ان خدمات کے لحاظ سے میرزا صاحب مرحوم والد مؤلف ہمیشہ مورد کرم ولطف گورنمنٹ رہی اور دربار گورنری میں عزت کے ساتھ ان کو کرسی ملتی رہی اور حکام اعلیٰ ضلع و قسمت یعنی صاحبان ڈپٹی کمشنر و کمشنر چھٹیات خوشنودی مزاج جن میں سے کئی چھٹیات اسوقت ہمارے سامنے رکھی ہوئی ہیں۔ وقتاً فوقتاً ان کو عطا کرتے رہے ہیں ان چھٹیات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بڑے جوش سے لکھی گئی ہیں جو بغیر ایک خاص خیر خواہ اور سچے وفادار کے کسی دوسرے کے لئے تحریر نہیں ہو سکتیں اکثر صاحبان ڈپٹی کمشنر و کمشنر اور صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر نے اپنے خطوط میں بہت ہی افسوس ظاہر کیا ہے اور آئندہ کے لئے قدردانی اور اس خاندان کے لحاظ اور رعایت کا وعدہ فرمایا ہے اسی شرف خاندان اور قدیم خیر خواہ سرکار ہونے کے لحاظ سے صاحب فنانشل کمشنر بہادر نے ان دنوں میرزا سلطان احمد فرزند مؤلف کے لئے تحصیلداری کی خاص سفارش کی ہے جس کی رپورٹ بہ تعمیل حکم ضلع سے روانہ ہو چکی ہے۔ الغرض یہ خاندان قدیم سے خیر خواہ و زیر نظر عنایت گورنمنٹ چلا آتا ہے ان حالات و واقعات کی تصدیق کے لئے منجملہ چھٹیات

کے جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہیں ہم تین چھٹیاں حاشیہ میں نقل کرتے ہیں
تاکہ حاسد ناعاقبت اندیش اس خاندان کی گورنمنٹ انگریزی میں قدر و منزلت
سے آگاہ ہو کر اپنے ارادہ بد و نیت فاسدہ سے باز آویں اور عام مسلمان ان کے
دھوکہ میں آ کر اس کتاب اور اس کے مولف سے بدگمان اور متوحش نہ ہوں" +

صفحہ ۷۷ پر حاشیہ میں مولوی صاحب نے ان انگریزی چھٹیوں کو معہ ترجمہ اردو کے
چھاپا ہے اور صفحہ ۱۸۰ پر لقول چھٹیات تمام ہوئی ہیں بعد اس کے مولوی صاحب
فرماتے ہیں +

کہ ہر چند خاص کر مؤلف کتاب میرزا غلام احمد صاحب سے ان کے عالمانہ
اور درویشانہ وضع و حالت کے سبب کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی مگر جسقدر
خیر خواہی گورنمنٹ منصب علما اور درویشوں کے مناسب ہے اور ان کی
قدرت میں داخل ہے اس سے انہوں نے بھی دریغ نہیں کیا۔ عالموں کی
تلوار قلم ہے اور فقیروں کا ہتھیار دعا مولف نے ان ہتھیاروں کے ساتھ
گورنمنٹ کی خیر خواہی و معاونت سے دریغ نہیں فرمایا اپنی قلم سے بارہا لکھ
چکے اور اپنی اسی کتاب میں جس کی اشاعت ان کا شبا روزی فرض ہے وہ
صاف درج کر چکے ہیں کہ گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے یہ ایک
عظیم الشان رحمت ہے" +

ناظرین یہاں ذرا نشان زدہ الفاظ کو پھر دیکھ لیجیگا یہ حضرت میرزا صاحب ہی ہیں

ہیں جن کی وضع وحالت عالمانہ درویشانہ اور دعا فقیرانہ کا مولوی صاحب کو بصیرت کے ساتھ تیقن ہے۔ یہاں بھی مولوی صاحب نے کوئی امکانی یا تجویزی پہرہ نہیں بٹھایا۔ اب نہیں معلوم حضرت میرزا صاحب نئی الہامی صداقت کے دنیا میں لانے پر عالم ودرویش کا لقب پانے کے مستحق قرار دیئےجاتے ہیں یا نہیں۔ یا مولوی صاحب اپنے اس آزادانہ اقرار سے بھی ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ صفحہ ۱۸۰ سے ۱۸۵ تک متن میں جناب مولوی صاحب نے حضرت میرزا صاحب کے کلمات خیرخواہانہ وفقرات دعائیہ کو بجنسہ نقل کیا ہے۔ اور نیز اس امر کے متعلق اصل کلام حضرت میرزا صاحب کا حصہ سوم وچہارم براہین احمدیہ سے تلخیص کیا ہے اور بعد اس کے فرماتے ہیں +

پھر ایسے شخص پر یہہ بہتان کہ اس کے دل میں گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت ہے اور اس کی کتاب کی نسبت یہہ گمان کہ وہ گورنمنٹ کے مخالف ہے پرلے سرے کی بے ایمانی اور شرارت شیطانی نہیں تو کیا ہے خیرخواہان سلطنت وپیروان مذہب اسلام ان بدگو حاسدوں کی ایسی باتیں ہرگز نہ سنیں اور اس کتاب یا مؤلف کی طرف سے سوء ظنی کو اپنے دلوں میں جگہ نہ دیں گورنمنٹ سے تو ہم پہلے ہی مطمئن ہیں کہ وہ ان باتوں کو مؤلف کی نسبت ہرگز نہ سنیگی بلکہ جو ان باتوں کو گورنمنٹ تک پہنچائیگا اس کو اس کی دروغ گوئی پر سرزنش کریگی +

نشان زدہ الفاظ کو ناظرین غور سے ملاحظہ فرمائیں مولوی صاحب حضرت میرزا صاحب

کی جناب میں یہہ نقص عاید کرتے ہیں کہ بعض جگہ کتاب میں مخالفین کے حق میں
سخت کلامی پائی جاتی ہے جو اس زمانہ سویلزیشن یعنی تہذیب میں عام طبایع کے
تنفر کا موجب ہے۔ مگر جوش حمایت میرزا صاحب میں وہ خود ہی مخالفین حضرت
میرزا صاحب کو خود میرزا صاحب سے بھی زیادہ سخت کلامی سے پیش آئے ہیں
تو خیال کر لیجئے۔ کہ عاشق رسول کریم صلعم۔ اور عارف باللہ کو۔ مخالفین مذہب
کی سخت سے سخت افترا پردازیوں اور بہتانوں کو پے درپے بے باکانہ حرکات سے
اس ختم المرسلین کے جناب اور حضرت احدیت عز اسمہ کی شان اقدس میں ظاہر
ہوتی ہے کس قدر جوش کا پیدا ہوجانا ممکن ہے۔ سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجا ست
یہانتک تو مولوی صاحب نے حضرت میرزا صاحب کے خاندانی حالات اور تعلقات
کا گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھہ ذکر کیا ہے اور ہر طرح کے ثبوت عقلی و نقلی سے حضرت
میرزا صاحب کی اعلیٰ درجہ کی خیر خواہی اور نمک حلالی کو تصدیق کیا ہے اور اس
کے آگے مولوی صاحب نے ان عبارات و بشارات کو درج کیا ہے۔ جن میں
حضرت میرزا صاحب نے اپنی یا اسلام کی فتح اور اپنی یا مخالفین اسلام کی
خبریں دی ہیں یا اپنی مشابہت مسیح علیہ السلام سے بیان کی ہے صفحہ ۱۸۶
سے یہہ اندراج شروع ہوا ہے۔ اور صفحہ ۸۷ پر ایک الہام انگریزی بھی نقل
کیا ہے اور ان بشارات اور الہامات کا مورد حضرت میرزا صاحب کی ذات بابرکات
کو قرار دیکر ان کی روحانی مناسبت حضرت مسیح علیہ السلام سے ہونے کی وضاحت

خود حضرت میرزا صاحب کے کلام کے نقل کرنے سے بھی کی ہے۔ اور دیگر بشارات عبارات کا حل مطلب کیا ہے اور مفتریوں کی دھوکہ بازی اور افترا پردازی اور اختراع کی گنجایش سے حضرت میرزا صاحب کو پاک کیا ہے۔ چنانچہ نمونہ کے طور پر چند بشارات و عبارات کو درج کر کے صفحہ ۷۸ میں مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں ؛

کہ"اسی قسم کی اور آیات و بشارات بزبان عربی و فارسی و انگریزی اس کتاب میں پائی جاتی ہیں اور اسی کے مطابق اس کتاب کے معاونوں اور مؤلف کے معتقدوں کے کلام میں الفاظ نصرت و فتح مستعمل ہوئے ہیں (دیکھو اشتہار طولانی جماعت معاونین کتاب مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر جس میں لفظ فتح اور نصرت موجود ہے اور بحق مولف یہہ شعر منقول ہے

؎ سب مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ ؛ تم مسیحا بنو خدا کے لئے؟"

یہہ حوالہ مولوی صاحب نے صرف اِس مقصد کی تائید میں درج کیا ہے کہ حضرت میرزا صاحب کی روحانی مناسبت حضرت مسیح علیہ السلام سے ایسی واقع ہوئی ہے کہ خود ان کے معتقدوں کے کلام سے ظاہر و ہویدا ہے۔ اور میرزا صاحب کا گویا ان صفات تعلیمی اور مناسبت روحانی کا دعویٰ کر کے فتح و نصرت اسلام کی مراد رکھنا گویا غلبہ دین اسلام کی طرف اشارہ ہے نہ ظاہری بادشاہ بنکر ظاہر لڑائی سے غالب آنا۔ سبحان اللہ قبل اس کے کہ حضرت میرزا صاحب با مر الٰہی مثیل المسیح

ہونے کا دعویٰ کرکے اس کا اعلان کرتے معتقدوں اور معاونوں کی طبایع کا تقاضا
شدید ہو رہا تھا اور مریضوں کی روحانی حالتیں اس بات کی آرزومند پڑی تھیں
اور آٹھ نو برس پہلے سے ہی اُن کی غالب تمنا تھی کہ خدا کی طرف سے امت میں
کوئی مسیحا آوے۔ اور حضرت میرزا صاحب کی ذات بابرکات کو یہہ روحانی مریض
مسیحا بننے کے واسطے بکمال شوق سے دیکھہ رہے تھے جس سے اتنا ثابت ہو گیا کہ
روحانی صفات اور مناسبتوں میں کسی کو کلام نہیں اور نہ خود مولوی صاحب ہی اس
کو کچھہ مستبعد خیال کرتے تھے کیونکہ یہاں پر اپنے ریویو میں معتقدین حضرت میرزا صاحب
کے شعر پر جس میں انہوں نے مسیحا بننے کی آرزو کی ہے کوئی جرح نہیں کی بلکہ اس
شعر کو اپنی رائے کی سند میں لائے ہیں جس سے تقویت بیان خود مقصود ہے۔ اب
مسیحا آئے ہیں اور اس سابقہ روحانی مناسبت کے دعویٰ سے آئے ہیں اور فتح و نصرت
کی بشارت دیتے ہیں اور اس فتح و نصرت کے وہی معنے اب بھی لیتے ہیں جن کو
مولوی صاحب تسلیم کر چکے ہیں اب میری نگاہ ان مریضوں پہ ہے اور دیکھتا ہوں
کہ اب ان کی نگاہیں کس طرف پھرتی ہیں جو ان کی آرزو تھی وہ پوری ہوئی۔ حضرت میرزا
صاحب ہی مسیحا بنے اور خدا کی طرف سے بنے اور اسی روحانی مناسبت سے
بنے جس کو مریض تسلیم کر چکے تھے۔ اور جس روحانی مناسبت کے ثبوت میں مریضوں
کے شعر کو مولوی صاحب سنداً لائے تھے دیکھئے اب کس کس کے نصیب یاور ہوتے
ہیں اور کون کون مرض سے شفایاب ہوتا ہے اور کس کس کی محرومی قسمت اسکی دوری

اور اجتناب کا باعث ہو کر اسکو دکھ اور آزار میں مبتلا رکھتی ہے اِن باخلاص معتقدوں کے جواب میں یہہ شعر اب پیش کیا جاتا ہے ؎ وہ مسیحا بنے تھی جن پہ نگاہ + اے مریضو چلو دوا کے لیئے + بعد اندراج حوالہ اشتہار جماعت معاونین۔ آگے مولوی صاحب یہہ تحریر کرتے ہیں +

"لیکن اس کتاب میں ان بشارات وعبارات کے الفاظ کی تشریح وتفسیر ایسی ہو چکی ہے کہ اس میں کسی مفتری کے افترا اور کسی مفسد کے اختراع کی گنجایش نہیں اِس میں صاف اور کھلے طور پر بیان کیا گیا ہے کہ فتح اسلام سے ملکی فتح مراد نہیں اور نہ ہزیمت مخالفین اسلام سے ان کا میدان جنگ میں شمشیر وتفنگ سے بھاگ جانا مراد ہے۔ بلکہ فتح اسلام سے اِس کا دلایل وبیان وحجت وبرہان سے غالب ہونا اور ہزیمت ومغلوبیت مخالفین سے ان کا بحث ودلایل سے عاجز آنا مراد ہے" +

یہہ رائے مولوی صاحب کی جو اُنہوں نے حضرت میرزا صاحب کے دعادی فتح اسلام اور پُرزور الہامات الہیہ غلبۂ اسلام کی نسبت (جن الہامات کو وہ کتاب کی اخص برکات سے سمجھتے ہیں) ظاہر فرمائی ہے اور بتائید اپنی اس رائے کے حضرت میرزا صاحب کی تصریحات مندرجہ کتاب براہین کی شہادت اور معاونین کتاب کے اشتہار کا حوالہ درج کیا ہے۔ اب آگے مولوی صاحب صفحہ ۱۸۸ سے حضرت میرزا صاحب کے مثیل المسیح ہونے کی تصریح کرتے ہیں اور حضرت موصوف کو جو اللہ جل شانہٗ نے

اپنے الہامات خاصہ میں عیسیٰ کے نام سے پکارا ہے اور مماثلت اور مشابہت مسیح علیہ السلام سے بیان فرمائی ہے۔ اس کی نسبت مولوی صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں

اور مؤلف کو بلفظ یا عیسیٰ مخاطب کرنے سے یہہ مراد نہیں ہے کہ مؤلف درحقیقت وہ مسیح موعود ہے جسکا اہل اسلام اور عیسائیوں دونوں کو انتظار ہے بلکہ اس سے مراد ہے کہ مؤلف حضرت مسیح سے مشابہ در بعض اوصاف میں مماثل ہے سو یہہ نہ ان کے جسمانی اور ریاست ملکی کے اوصاف میں۔ بلکہ صرف روحانی اور تعلیمی صفت میں"۔

اس صفحہ ۱۸۸ کے حاشیہ متعلقہ میں مولوی صاحب نے اس مشابہت اور مماثلت روحانی اور تعلیمی حضرت میرزا صاحب کو تسلیم کرکے اِس کے ثبوت میں عہد جدید اور عہد عتیق کی کتابوں کے بہت سے حوالے درج کئے ہیں اور ان سے ثابت کیا ہے کہ پہلے ہی خود حضرت مسیح علیہ السلام نے ۔فتح اور غلبہ کے کلمات فرمائے جس سے ان کی مراد روحانی بادشاہت کے تھے اور روحانی بادشاہ وہ اپنے آپ کو سمجھتے تھے (اگرچہ ظاہر پرست یہودوں نے ان کو ظاہر بادشاہت کا دعوی کرنے والا سمجھا۔ اور مولوی صاحب نے اور بھی بہت سی آیات کتب مقدسہ توریت و انجیل سے درج کی ہیں اور ان سے یہہ ثابت کیا ہے کہ ایسی مماثلت اور مشابہت ہو سکتی ہے جس سے بخوبی ظاہر ہو جاتا ہے کہ ایک غیر نبی اِنسان کا ایک نبی مرسل کی صفات پر پیدا ہونا محال نہیں ہے الحمد للہ اس روحانی مماثلت حضرت میرزا صاحب کو تو مولوی صاحب نے ثابت کر دیا جس روحانی مماثلت اور مشابہت کا دعوی

حضرت میرزا صاحب کو ہے اور حضرت موصوف اپنے آپ کو مثیل المسیح انہیں معنی
کرکے سمجھتے ہیں اور اسی مماثلت اور مشابہت کو بذریعہ الہام لوگوں پر ظاہر کرنے کو وہ
مامور ہوئے ہیں۔ چنانچہ رسالہ فتح اسلام کے ٹائیٹل پیج پر حضرت مثیل المسیح کی یہہ رباعی
خود انہیں معنوں کی طرف اشارہ کر رہی ہے ؎ کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس
مسیح کے + جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا + حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی
خطاب + خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا + باقی رہ گیا یہہ امر کہ مسیح موعود سے مراد
اسی مثیل المسیح کی ہے یا خود حضرت مسیح علیہ السلام کی۔ اور ان کا دوبارہ آنا روحانی
طور پر مراد ہے یا جسمانی طور پر اور حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی مثیل المسیح
کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ یا اس مسیح اسرائیلی کی طرف۔ اور ابن مریم سے مراد روحانی
ابن مریم اور مثیل المسیح ہے یا دہے ابن مریم اسرائیلی بذات خاص مراد ہیں۔ بیشک
اس بحث کو براہین احمدیہ میں جس کا ریویو مولوی صاحب نے تحریر کیا ہے مفصل طور
پر چھیڑا نہیں گیا بلکہ اس وقت تک یہہ راز جوں کا توں سربستہ ہی رہا جس طرح
پہلے سے سربستہ چلا آتا تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ مولوی صاحب کو روحانی طور
پر مماثلت اور مشابہت کے ثابت ہو جانے میں کچھہ تامل نہیں ہوا۔ اور نہ کسی
قسم کے خلاف رائے دینے پر وہ اسوقت آمادہ و تیار ہوئے۔ بلکہ براہین احمدیہ
میں اسوقت حضرت میرزا صاحب نے اپنا مشابہ اور مماثل ہونا جس طرح بیان کیا ہے
اور جس کو مولوی صاحب نے کچھہ مستبعد نہیں سمجھا اور نہ کچھہ اعتراض کیا۔ اس بیان

کو خود مولوی صاحب نے اپنے ریویو میں صفحہ ۹۰ پر درج کیا ہے۔ اور حضرت
میرزا صاحب نے قرآن کی اس آیت (ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و
دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ) پر جو استدلال اسوقت کیا ہے اور نہ الہامی طور پر
بلکہ اجتہادی طور پر حضرت میرزا صاحب نے اس کی تصریح فرمائی ہے اس عبارت
کو بجنسہ مولوی صاحب نے بھی لکھا ہے اور وہ یہہ ہے۔ "یہہ آیت جسمانی اور
سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشین گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ
دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئیگا
اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائینگے تو ان کے ہاتھ سے
دین اسلام جمیع آفاق اقطار میں پھیل جائیگا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہہ
خاکسار اپنی غربت وانکسار اور توکل وایثار اور آیات وانوار کے رو سے مسیح کی پہلی
زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت نہایت ہی باہم مشابہ واقع
ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدے
اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر بھی ایک
مشابہت ہے اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسی کا تابع اور
خادم دین تھا اور اس کی انجیل توریت کی فرع ہے اور یہہ عاجز بھی اس جلیل الشان
نبی کے احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سید الرسل اور سب رسولوں کا تاج ہے۔
اگر وہ حامد ہیں تو وہ احمدؐ ہے اور اگر وہ محمود ہیں تو وہ محمدؐ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اِس لئے خداوند کریم نے پیشین گوئی میں ابتدا سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے۔ یعنی حضرت مسیح پیشین گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اِس کا محل اور مورد ہے یعنی روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حُجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اِس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے گو اس کی زندگی میں یا بعد وفات ہو۔ یہہ ہے عبارت براہین احمدیہ کی جو اس وقت سے دس برس پہلے حضرت میرزا صاحب نے تحریر فرمائی ہے۔ اور جس پر مولوی صاحب نے سات برس پہلے ریویو کیا ہے اور اس عبارت کے لفظ لفظ کو تسلیم کر کے شواہد نقلی سے ثابت کیا ہے۔ چنانچہ صفحہ ۱۹۱ میں مولوی صاحب حاشیہ تحریر کرتے ہیں۔ کہ ایسا اتحاد (ناظرین ذرا لفظ (ایسا) کو خوب سمجھیگا اس سے مولوی صاحب کی مراد ذات بابرکات حضرت میرزا صاحب کی ہے) امام محدث ابن حزم ظاہری کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شیخ محی الدین ابن عربی کے مکاشفہ میں منکشف ہوا ہے۔ چنانچہ فتوحات مکیہ کے باب ۳۲۲ میں آپ نے فرمایا ہے کہ نہایت درجہ کا اتصال یہہ ہے کہ ایک چیز بعینہ وہ چیز ہو جائے جس میں وہ ظاہر ہو اور خود نظر نہ آوے۔ جیسا کہ میں نے خواب میں آنحضرت کو دیکھا کہ آپ نے ابو محمد بن حزم محدث سے معانقہ کیا پس ایک دوسرے میں غائب ہو گیا بجز ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظر نہ آیا۔ پھر مولوی صاحب نواب

صاحب بھوپال رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اتحاف النبلا میں سے اِس کی تائید میں
ایک عربی رباعی نقل کرتے ہیں۔ جس کا مطلب یہہ ہے کہ ہمارے بدگو رقیب نے
شب کو ہمارے پاس ہمارے معشوق کے آنے کا گمان کیا تو ہم میں جدائی ڈالنے
میں کوشش کرنے لگا۔ پس میں نے اپنے معشوق کو گلے سے لگا لیا پھر وہ رقیب
آیا تو اُس نے بجز مجھہ ایک کے کسی کو نہ دیکھا۔ پھر نواب صاحب مرحوم کا لکھا ہوا
یہہ شعر فارسی میں بھی نقل کیا ہے۔ جذبہ شوق بحدیست میان من و تو + کہ رقیب
آمد و نشناخت نشان من و تو + اِس کے بعد جملہ دعائیہ نواب صاحب مرحوم کا
مولوی صاحب نے لکھا ہے۔ رزقنا اللہ من ھذا الاتحاد فی الدنیا
والاخرہ یعنی اللہ تعالی ہم کو بھی ایسا ہی اتحاد دنیا و آخرت میں نصیب کرے۔
معلوم ہوتا ہے مولوی صاحب نے کامل لوگوں کے ایسے اتحاد پر کوئی اور تحریر بھی
شایع کی ہے چنانچہ مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ اس اتحاد پر بعض اس وقت کے
لوگوں نے کچھہ اعتراض بھی کئے ہیں ہم نے ضمیمہ اخبار سفیر ہند ۱۸۷۳ء کے نمبر ۱۲
و ۱۴ میں ان کے کافی جواب دیئے ہیں ناظرین ان نمبروں کو دیکھیں۔ یہہ ہے عبارت
حاشیہ کی جو مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب نے تصدیق حضرت میرزا صاحب میں تحریر
فرمائی ہے۔ اب ہر ایک انصاف پسند کو اس سے بہر حال یہہ تو ماننا پڑیگا کہ مولوی
صاحب نے بڑے شد و مد سے حضرت میرزا صاحب کا روحانی اور مثالی طور پر
مشابہ اور مثیل المسیح ہونا بلکہ عین مسیح ہو جانا ثابت کر دیا ہوا ہے اس میں تو ان

کو شک نہیں رہا۔ باقی رہگیا یہہ امر کہ مسیح موعود سے یہہ ہی مثیل المسیح مراد ہیں اس میں
مولوی صاحب کو اختلاف ہے۔ اور اختلاف بھی کیسا جو غالب غضب اور سخت غصہ
کے ساتھہ ملا ہوا ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب کی شایع کردہ پرائیویٹ مراسلات کے نوٹوں سے
انکی برہمی طبیعت ظاہر ہو رہی ہے۔ اور مولوی صاحب نے براہین احمدیہ کی اسی عبارت کو
جو اوپر درج کی گئی ہے اپنے خط میں حوالہ دیکر حضرت میرزا صاحب کے دعوی حال کو خلاف عقیدہ
سابق ظاہر کیا ہے۔ راقم قبل از طبع ہونے اس خط و کتابت کے بمعیت چند احباب ۲۷۔ مارچ ۱۸۹۱ء
کو بخدمت حضرت میرزا صاحب بمقام لودیانہ حاضر ہوا۔ حضرت کے سامنے اس عبارت
براہین احمدیہ اور مولوی صاحب کی طرف سے اس عبارت کے خط میں حوالہ دینے
کا ذکر آیا۔ تو حضرت موصوف نے فرمایا کہ ہماری وہ عبارت بالکل الہامی نہیں ہے
اس کی بنا عامہ مسلمین کے اعتقاد پر ہے۔ اب جس صورت میں خاص الہام آلہی
سے اس کی حقیقت منکشف ہوئی ہے۔ اور یہہ سچا انکشاف خود علیم و حکیم خدا نے
حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا مجھہ کو بخشتا ہے۔ اور اسی کے اظہار
پر مجھہ کو مامور کیا ہے۔ تو اب اپنی اس اجتہادی رائے پر کس طرح میں قایم رہ سکتا
تھا۔ خود کسی بندہ کے مشہود کردہ اجتہادی امر کی۔ امر ربی کے آگے کیا حقیقت
ہے۔ میں خدا تعالی کی طرف سے اس امر کے اب ظاہر کرنے پر بے شک معذوری
کے قابل ہوں۔ مجھہ کو ان لوگوں کے اختلاف سے جو اجتہاد و الہام میں فرق نہیں
کر سکتے کچھہ پرواہ بھی نہیں۔ میرا مولا میرا آقا جس نے مجھے اس کے اظہار پر مامور

کیا ہے میرے ساتھ ہے اور ان ٹھٹھہ کرنے والوں کے حق میں مجھے وہی کافی ہے۔ اور یہہ ایک تسلیم شدہ امر ہے کہ انبیا کو بھی کسی امر کی نسبت اپنی اجتہادی رائے سے کچھہ یقین واعتقاد تھا اور اس کا ظہور وہ کسی طرح سمجھتے تھے۔ بعد ازاں الہام و وحی نے اس کی حقیقت اور طرح پر ظاہر کی۔ اور ایسا بھی ہوتا رہا ہے کہ کسی پیشین گوئی کی نسبت انبیا نے اس کا ظہور ہونا کسی طرح پر سمجھا ہے یا پہلے کچھہ سمجھہ میں نہیں آیا مگر ظہور برخلاف فہمید خود معاملہ ہوا ہے اور پھر اس کی تفسیر سمجھہ میں آئی ہے۔ خود ہمارے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مقام ہجرت کا نقشہ دکھایا گیا تو آپ اس سے یمامہ کی سرزمین سمجھے حالانکہ وہ مدینہ تھا۔ اور ایک سال پہلے فتح مکہ کی بشارت دی گئی جس کا ذکر سورہ قمر میں ہے (سیہزم الجمع ویولون الدبر) اس وقت اپنی کم جمعیتی اور ظاہری کمزوری اور تکلیفات اور غلبہ کفار مشرکین کے لحاظ سے مطلق فہمید شریف میں نہیں آیا کہ یہہ فتح کیسی واقع ہوگی مگر جب یہہ بشارت عین وقت پر پوری ہوئی تو تب اس آیت کی تفسیر آپ کی سمجھہ میں آئی۔ اور ایسے بہت سے واقعات ہیں جن سے ہمارے پیش آمدہ معاملہ کی تصدیق ہو سکتی ہے اب جب حضرت میرزا صاحب کے کل پچھلے الہامات کو اور عبارات براہین احمدیہ کو دیکھا جاتا ہے تو اس میں شک نہیں رہتا کہ مماثلت اور مشابہت تو اب بھی حضرت میرزا صاحب اسی طرح بیان فرماتے ہیں جس پر وہ بینات الہام سے پہلے قایم ہو چکے ہیں۔ اور جس کو مولوی صاحب نے بھی اپنے ریویو میں تسلیم کرکے

سب قسم کے شواہد سے ثابت کر دیا ہوا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ
آنے کی حقیقت کہ وہ کس طرح آوینگے یہہ اب کھولی گئی ہے۔ کہ ان کا دوبارہ
آنا روحانی اور مثالی اور ظلی طور پر ہے نہ جسمانی اور ظاہری طور پر جس طرح کہ
اعتقاد کیا گیا ہے۔ اور یہہ ہی ایک امر ہے جو مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب
کو سخت ناگوار گذرا ہے۔ اور وہ اپنے ملایانہ غضب و طیش میں بھر کر جیسا کہ ان
کے شایع کردہ نوٹوں کی طعن آمیز اور تمسخرانہ عبارت سے اور نیز اس مراسلت
کے ٹائیٹل پیج کے شعروں سے ثابت ہوتا ہے۔ حضرت میرزا صاحب کی مخالفت
پر کمر ہمت باندھ کر کھڑے ہو گئے ہیں۔ اور صرف اس ایک الٰہی امر اور راز سربستہ
کے اللہ کی جانب سے کھولے جانے پر کہ مسیح علیہ السلام وفات پا کر اپنے آسمانی
مرتبہ کے موافق اپنے خالہ زاد بھائی یحییٰ کے ساتھ روحانی حالت میں دوسرے
آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور وہ دوبارہ زمین پر نہ آئینگے اور ان کا آنا صرف
روحانی اور ظلی اور مثالی طور پر ہے جس کا حضرت مثیل المسیح نے اظہار کیا ہے
مولوی صاحب حضرت میرزا صاحب کی کل صفات حسنہ سے جن کو وہ پہلے ایماناً
تسلیم کر چکے ہوئے تھے دست کش ہو رہے ہیں۔ اور جن صفات اور برکات
و انوار کو حضرت میرزا صاحب کے ذات سے ظہور پذیر ہونا وہ پہلے اپنے ریویو میں
مان چکے ہیں اب عجیب طرح اقوال تحریری اور لسانی سے ٹال رہے ہیں۔ اور اپنے
عالمانہ تقاضائے طیش و غضب سے ناگفتہ بہ الفاظ ایسے بابرکت وجود کے حق

میں بولنے لگ گئے ہیں جس وجود کو وہ عالم۔ درویشیں فخر اسلام۔ ولی اللہ اہل باطن
کیا کیا تسلیم کر چکے ہیں۔ ابھی تو مولوی صاحب نے صرف اپنی عالمانہ وہانت حضرت
میرزا صاحب کی جوابی عبارات پر نوٹ چڑھانے پر صرف کی ہے۔ اور شستی نمونہ خرواری
دکھا دیا ہے کہ آیندہ جو ریویو لکھیں گے اس میں اسی قسم کی خاص خانہ ساز تہذیب
کو وہ دکھائینگے۔ تعجب ہے کہ ایک غریب منکسر المزاج بندہ خدا کے محض اپنے عجز
وانکسار میں ڈوبے ہوے الفاظ کے معنی کیسی جرات اور دلیری سے محض حسد و
عداوت سے کیا کے کیا کر لے گئے ہیں۔ اور ان پر نوٹ چڑھا کر برخلاف انصاف اپنے
ہے تسلیم کردہ اصول و قواعد سے انحراف کیا گیا ہے۔ مولوی صاحب کا طیش
وغضب تو پہلے ہی اظہر من الشمس ہے اور میں نے خاص ان کے اعتقاد مندوں سے
ان کی افروختگی کا حال سنا ہے یوں بھی چینیوں والی مسجد کے رفع یدین اور آمین بالجہر کے
جھگڑوں کا زمانہ جن سے اب مولوی صاحب دست کش ہیں مولوی صاحب کی تیزی طبع
کا شاہد ہے۔ اگر کسی کو شک ہو تو اب بھی مولوی صاحب سے مخاصمانہ لسانی گفتگو کر کے
دیکھ لے شدت طیش میں عالمانہ غیظ و غضب سے تو بعض وقت کلام نکلنا بھی محال
ہو جاتا ہے۔ اس لئے ایک فخر اسلام عالم کی جناب میں مولوی صاحب کے
ملایانہ غیظ و غضب کے ظاہر ہونے پر تعجب نہیں تعجب ہے تو صرف اس پر ہے کہ مولوی
صاحب نہیں معلوم کس وجہ سے جس کو وہ خود ابھی ظاہر نہیں کرتے۔ جیسا کہ پرائیویٹ
مراسلت کے آغاز صفحہ میں انہوں نے تحریر فرمایا ہے کل حالات حضرت میرزا صاحب

یک بیک ایسے برگشتہ ہوکر اب مخالفانہ ریویو کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں اور
ہوافقانہ راؤں کا جنکو وہ پہلے ریویو میں درج فرما چکے ہیں کچھ پاس و لحاظ نہیں
کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولویصاحب عام رائے پبلک پر اپنی اظہار رائے
کا مدار بہت رکھتے ہیں۔ جسطرف عام رائے جھکتی دیکھتے ہیں اوسی جانب میلان
طبع خود لازمی سمجھتے ہیں۔ کوئی وقت تھا کہ آمین بالجہر اور رفع یدین والی
جماعت میں نیک نامی حاصل کرنیکا بیڑا اوٹھایا بعد ازاں سید احمد خان صاحب
سے صف آرا ہوئے اور اون کے تکفیر کے فتاوے کی تیاری میں بڑی سرگرمی دکھائی مگر جب
ایک زبردست گروہ تعلیمیافتہ دنیا کا سید صاحب کیطرف آمادہ دیکھا تو اس مقابلہ سے بھی بتدریج کنارہ کشی شروع کی
اور علانیہ کہنا شروع کردیا کہ وہ سید صاحب کی تکفیر کے ہرگز قائل نہیں ہیں نوبت باں رسید کہ سید احمد خانصاحب کی
مخالفت سے ہاتھ اٹھایا اور انسے میل جول پیدا کرلیا اور اپنے خیال میں پولیٹکل بنگئے۔ جب حضرت مرزا صاحب کی شرف صحبت سے
عالموں نے ان کی مالی جانی قلمی ولسانی حالی وقالی نصرت اسلام کو قدر
کی نگاہ سے دیکھا اور اونکی کتاب براہین احمدیہ نے شہرت عام کا تاج پہنایا تو
ایک کامل ریویو حضرت مرزا صاحب اور ان کی کتاب کے خوبیوں اور
برکات کا بھرا ہوا لکھ ڈالا جسکی مخالفت میں اب خود ہی قلم اٹھانے
لگے ہیں اور شاید اس خیال سے کہ عام رائے مرزا صاحب کی اس دعوے
کے خلاف واقع ہوی ہے مولویصاحب بھی عامیوں کی طرح اپنا
زور طبع دکھلانے پر آمادہ ہوئے ہیں یا انکو اپنی ملایانہ شہرت حاصل
کرنیکا ایک ذریعہ ہاتھ آگیا ہے اور

میرے اس بیان کے ثبوت میں کہ مولوی صاحب کیسے بعد دیگرے
اسیطرح اپنے رنگوں کو بدلتے گئے ہیں خود ان کے اہل حدیث بھائیوں کی
شکائت جو ان کے بارہ میں وہ عموماً ظاہر کرتے ہیں کافی ہے وہی گروہ جسکے
وہ پہلے مقبول تھے اب ان کو اس نگاہ سے نہیں دیکھتا جب مولویصاحب
ابھی ایک ادنی بات پر تغیر رائے کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور اپنی پچھلی کا بدو انہوں
کو لمیامیٹ کر دیتے ہیں جیسا کہ مجھے یاد ہے کہ جب میں بیعت اگی - مولوی
عبدالکریم صاحب قادیان میں بشرف زیارت مرزا صاحب گیا تو رستہ میں
مولویصاحب کے پاس شب باشی کا اتفاق ہوا بہت سی گفتگوئیں درمیان
آتی رہیں جس کے درمیان مولوی صاحب نے اپنے اہل حدیث بھائیوں
کی بھی اس طرح شکائت کی کہ یہہ لوگ صرف چھوٹی چھوٹی باتوں
آمین بالجہر اور رفع یدیں پر شور مچا رہے ہیں اور آپس میں ایسے ایسے
خفیف امورات پر تنازعہ برپا کر کے عداوت پیدا کر رکھی ہے جس کے سبب سے
بہت سے نقصان مسلمانوں کو پہونچتے ہیں میرے نزدیک ان چھوٹی چھوٹی
باتوں پر اڑنا فضول ہے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اخویم مولوی عبد الکریم
صاحب نے ہنسکر عرض کیا کہ حضرت وہ چینوں والے مسجد کے زمانہ
کو یاد کرے ہم تو مدت سے یہہ سمجھے ہوئے ہیں اور آپ کو اب توجہ ہوئی
ہے - خیر اگر مولویصاحب کی یہہ عادت ہے کہ ایک وقت کی خود تسلیم

کردہ حق و صداقت کو بھی خود ہی دوسرے وقت جھوٹا اور
لغو ثابت کردینے کو تیار ہو جایا کرتے ہیں تو سوا اس کے
اور کیا کہا جاسکتا ہے انا للہ و انا الیہ راجعون
اور کچھ تعجب نہیں ہے کہ اسی ملہم کا یہہ الہام جس
کا ملہم ہونا شواہد عقلی و نقلی سے وہ
ثابت کرچکے ہیں اور وسوسہ شیطانی سے محفوظ ہونا مفروض تحریر میں لاچکے
ہیں قابل تسلیم قرار نہ دیں اور اس عالم درویش فخر اسلام کے بزرگانہ نصیحتوں
پر جو محض خیر خواہی کے راہ سے عاجزانہ اور فقیرانہ طرز سے انہوں نے مولوی
صاحب کو کی ہیں خاطر میں نہ لائیں۔ صفحہ ۱۹۳ تک پولیٹیکل نکتہ چینی کا جواب
مولوی صاحب نے ختم کیا ہے۔ آگے صفحہ ۱۹۴ سے مذہبی نکتہ چینی کا جواب
شروع کرتے ہیں اور پہلے فریق اول امرتسری منکروں کی وجہ انکار کا جواب
اس تمہید سے شروع کرتے ہیں۔

"اس فریق کا انکار گو صورت انکار فریق دوم سے اخف ہے کیونکہ
فریق دوم مکفر ہے یہہ مکفر نہیں مگر درحقیقت یہہ انکار اشد ہے اسلئے
کہ فریق دوم کا انکار گو حد تکفیر تک پہونچا ہوا ہے مگر وہ صرف اور خاکر

الہامات مولف براہین احمدیہ کے متعلق ہے انکے سوا اور اولیاء اللہ
کے الہامات سے اسکو تعلق نہیں اور انکو مطلق الہام اولیاء اللہ سے
انکار نہیں۔ اور یہہ حضرات فریق اوّل معتزلہ اور نیچریہ کیطرح مطلق
اولیاء اللہ کے الہام غیبی (ہمرنگ وحی سے) انکاری ہیں اور مولف
براہین کے سوا رہبی کسی ولی سری سقطی جنید بغدادی شیخ عبدالقادر
جیلانی وغیرہ کی الہام غیبی کو نہیں مانتے اسلئے انکار انکار بلا تکفیر
فریق دوئم کے انکار با تکفیر سے اشد اور اغلظ ہے اور اسکا جواب و
تعاقب بہ نسبت انکار فریق دوئم اہم واقدم ہے اور اسمیں نہ صرف
مولف براہین احمدیہ یا اور اولیاء اللہ کے الہامات کی نصرت وحمایت
مقصود و متصور ہے بلکہ الہام انبیاء کی تائید بھی اسی میں متحقق
ہے اور یہہ تائید (الہام انبیاء) ہمارا اصلی مقصد ہے اسلئے غیر نبی
کے الہام غیبی سے مطلق انکار نبی کے الہام سے انکار کا مقدمہ
ہے اور اسکی طرف کھینچ لے جاسکتا ہے کیونکہ دونو الہاموں کا مال
واصول ایک ہے۔ بلکہ سچ پوچھو تو وہ دونو ایک ہی چشمہ یا منبع کی دو
نہریں ہیں۔ لہذا ایک سے انکار ہو تو دوسری کی تسلیم کرنیکی عقلی وجہ
کوئی نہیں اور ایک کی وجود کے انکار کرنیسے دوسرے کے انکار کا بھی
خوف ہے۔ اسی وجہ سے محققین اہل عرفان نے کہا ہے جنکو اولیاء اللہ

کی اس فیض باطنی سے انکار ہو اسکو سوء خاتمہ کا خوف ہی شائد اسکے دلمیں ایک نہ ایک دن انبیا کی علم لدنی اور الہام غیبی سے انکار بھی جگہہ پکڑیگی یہانتک مولوی صاحب اپنی تمہید کو ختم کرکے جواب انکار وجہ فریق اول کو قلمبند فرماتے ہیں۔ یہاں اب ان کل جوابات کا اعادہ کرنا موجب تطویل ہے جو صاحب مفصلاً ان جوابات کو دیکھنا چاہیں۔ مولوی صاحب کے اصل ریویو کو ملاحظہ کرلیں۔ مگر پھر بھی اسجگہہ کچھ خلاصہ منکرین کے ان انکاری اعتراضات کا عرض کردینا جنکا جواب مولوی صاحب نے جا بجا دیا ہے اور نقلاً ان شواہد نقلی کیطرف بھی اشارہ کردینا جو متعرض کے رد انکار میں مولوی صاحب اپنی ریویو میں لائے ہیں ضروری ہی "الہام ہمرنگ وحی جس سے فریق اول کو انکار ہی وہ الہام ہے جسکی چار صورتوں کی تشریح براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۶-۲۴۷-۲۵۸ میں ہو چکی ہے اور اسمیں کلام و تکلم خداوندی پایا جاتا ہے ایسا الہام جس میں کلام و خطاب ہو فریق اول کے نزدیک وحی کہلاتا ہی اور وہ انکے خیال میں بجز نبی کے کسیکو نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی کسیکو ہوا"

مولوی صاحب نے حاشیہ مندرجہ صفحہ ۱۹۵ میں فریق اول کے اسی انکار کی زیادہ تصریح انکی رسالہ ابطال الہام سے بھی کی ہے اور جو عبارت اس رسالہ کی نقل کی گئی ہے یہہ ہے۔ "لیکن اس طور کہنا کہ خدا نے مجھے یہہ آئت الہام کی اور اسکی کلام و تکلم

کا خیال کرنا کہ خدا نے مجھ سے کلام کی اور اس آیت کو بھی فرمایا ان معنوں سے جائز نہیں"
اس انکار کا جواب عبارات الہامیہ مندرجہ براہین احمدیہ کی تقریح کرنے سے مولوی صاحب نے
دیا ہے۔ اور جیسا کہ تمہید میں اولیاء اللہ کے الہامات ہمرنگ وحی ہونے کا دعویٰ
مولوی صاحب نے کیا ہے۔ ویسا ہی حضرت مرزا صاحب کے الہامات کا ہمرنگ وحی ہونا ثابت
کیا ہے پھر صفحہ ۹۷ میں۔ ایک اور استدلال فریق منکرین کا مولوی صاحب نے نقل کیا ہے
اور لکھا ہے۔

"کہ بعض عوام فریق اوّل نفی الہام اولیاء اللہ پر یہہ نقلی استدلال پیش
کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے عالم الغیب فلا یظہر
علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول فانہ یسلک من بین
یدیہ ومن خلفہ رصداً (سورۂ جن) وہی عزوجل غیب جاننے
والا ہے وہ اپنی غیب پر بجز رسول کے کسی کو مطلع نہیں کرتا اسکے آگے
اور پیچھے وہ پہرا رکھتا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ولی کو اپنے
غیب پر مطلع نہیں کرتا"۔

اور عقلی استدلال فریق اوّل منکرین کا مولوی صاحب نے یہہ درج کیا ہے
"کہ غیر نبی کو ہمرنگ وحی نبوی الہام غیبی ہو تو نبی و غیر نبی میں فرق
نہیں رہتا اور نبی کی نبوت میں اشتباہ واقع ہو جاتا ہے"۔

پھر مولوی صاحب صفحہ ۹۸ میں تحریر کرتے ہیں۔

کہ بعض انہیں استدلالات سے وسیع نتائج نکالتے ہیں اور الہام غیبی اولیاء اللہ کے علاوہ خوارق وکرامات کا بطلان بھی انہیں دلائل سے استنباط کرتے ہیں"۔

اس دوسرے اعتراض کی نقل کرنے کے بعد مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

"کہ یہہ مقالات واستدلالات پرانے معتزلہ کرامیہ وغیرہ کے ہیں جو بواسطہ شیخ فریق اول اس گروہ کے عوام میں شائع ہوئی ہیں اور انکی جوابات بھی پرانے علماء اہل سنت کی بسط وتفصیل کے ساتھہ اپنی کتب تفاسیر میں دے ہیں لہذا اس مقام میں انہیں جوابات کو حوالہ میں قلم بند کرنا کافی ہے ناظرین اہل علم پرانے مباحث ودلائل کی نقل واعادہ کا اعتراض ہم پر نہ رکھہ دیں ان ہی حضرات فریق اول کو جنہوں نے اس پرانے سلسلہ کو نئے سر سے اٹھایا اور اس زمانہ میں اعتزال کا جال پھیلایا اور اہل سنت خصوصاً اہل حدیث کو معتزلی ونیچری بنانا چاہا ہے جو کہنا ہو سو کہیں"۔

صرف یہاں یہی مولویصاحب. معلوم نہیں نقل واعادہ مباحث قدیمہ کے اعتراض سے بچنے کی واسطے کیوں عذر خواہ ہوئے ہیں جہانتک انکی تحریرات دیکھنے میں آئی ہیں ایسی ہی ہیں اور یہہ سارا ریویو بھی نقل واعادہ مباحث کتب سابقہ سے ہی پر نظر آتا ہے اس سے بڑھکر تو مولویصاحب نے آجتک کوئی علمی کمال اپنا نہیں دکھایا کہ عبارتوں کی عبارتیں ایک جگہہ سے اٹھا کر دوسری جگہہ نقل کردیں۔ معقولی دلائل اور انکشاف رموز اسرار سے

تو مولوی صاحب کی تحریر ہر جگہہ پہلو بچالی نظر آئی ہے معقولی بحث میں تو سوا چند عام فہم
باتوں کی بیان کرنیکی کسی اعلیٰ درجہ کی موشگافی کا ثبوت تو مولوی صاحب نے آج تک
نہیں دیا۔ جن ناظرین کی آگے وہ عذر خواہی کرتے ہیں وہ تو پہلے سے ہی مولوی صاحب
کو نقل و اعادہ مباحث قدیمہ میں بہت مشاق سمجھتے ہیں۔ اور اگر کوئی ثبوت پوچھے
تو یہہ ریویو ہی دیکھ لے عیاں راچہ بیاں۔ کوئی صفحہ خالی نہیں کہ جہاں کتب سابقہ
کی عبارات کی بھرمار نہ ہو۔ یوں تو مولوی صاحب اس ریویو میں لکھنے کو بہت کچھ لکھ
گئے اور حضرت مرزا صاحب کے حالات و مقالات اور برکات کتاب براہین کا بہت کچھ
ثبوت دے گئے مگر اپنے ہاتھ میں وہی تین کانے رہے اپنی رائے کو تجویزی اور امکانی پہروں
سے جکڑ بند کر کے لوگوں کو اپنی مقید عقل و فہم کا ثبوت دیا۔ یہہ مثل مشہور ہے نقل
راچہ عقل۔ پنجابی میں بھی ایک مثل ہے کہ ساری رات زلیخا پڑھدی رہی۔ وڈی
ویلے اُٹھ کے پچھدی لئی زلیخا رن سی کہ مرد۔ بہت سی کتابوں کے ورق گردانی
کر کے اتنا بڑا ریویو براہین احمدیہ کی خوبیوں اور حضرت مؤلف صاحب کی حالات کی تصدیق
میں قلم بند فرمایا اور آخیر پر صاحب ریویو کو خود جناب مؤلف کی بابت ہی شک و شبہ رہ گیا اور
ان کی شناخت ہی حاصل نہ ہوئی اور جس ولی اللہ کی شاہد حال اکابر سلف کی بیانات
نقل ہوئی نقل کرنے والے نے اس ولی اللہ کی پہچان سے ہی چشم پوشی کر لی۔ سبحان اللہ
تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل۔ کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را
مولوی صاحب کی شبدیز قلم کا نقل و اعادہ مباحث قدیمہ کی لگام چڑھائی بغیر چلنا

محال ہے وہ عذر خواہی کریں نہ کریں عاقلاں خود مے دانند۔ ابھی تو حضرت مرزا صاحب کی تالیفات جدیدہ پر ریویو کرنیکا غصہ آمیز جوش آیا ہے۔ دیکھئے یہاں کن کن اکابر سلف علیہم الرحمۃ کے چین سے محدثین ہوئے وجودوں کو پبلک کے سامنے پیش ہونے کی تکلیف دی جاتی ہے۔ اور ان کی پاک تصنیفات کی موتیوں کو اپنے مفید مطلب کن کن تاویلوں سے خاک آلودہ کیا جاتا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کی نسبت اب کیا کیا بداعتقادیاں منسوب کی جاتی ہیں۔ اور سابقہ خود تسلیم کردہ کن کن صداقتوں پر جابرانہ ہاتھ ڈالا جاتا ہے۔ صفحہ ۱۹۸ میں ایک حاشیہ بھی مولوی صاحب نے تحریر فرمایا ہے اور مہذبانہ پیرایہ میں خوب چھبتے چھبتے الفاظ فریق اول اور اوسکے شیخ کی نسبت تحریر کئے ہیں۔ صرف بزرگان گذشتہ کے اقوال نقل کردینے سے اثبات الہام اولیاء اللہ کا جواب دیا گیا ہے جن بزرگان دین سے کہ مولوی صاحب نے استشہاد کیا ہے اِن کے نام یہہ ہیں رحمہم اللہ اجمعین امام رازی قاضی بیضاوی شاہ عبد العزیز۔ شاہ عبد العزیز صاحب کی تفسیر عزیزی سی اصل عبارت یہی نقل کی ہے کہ اس آیۃ میں خدا تعالی نے اپنے غیب پر بجز رسول کے کسی کو ایسی طور پر مطلع کرنیکی کہ اس میں خطا و اشتباہ کا امکان و دخل نہو اور اسکے ساتھ فرشتوں کا پہرہ چوکی بھی ہو نفی کی ہے مطلق اطلاع غیب کی بجز رسول سے نفی نہیں کی اور ایسی اطلاع غیب خدا کی طرف سی غیر رسول کے لئے جائز بلکہ واقع ہوچکی ہے چنانچہ والدہ حضرت موسیٰ و خضر علیہ السلام کی لئے ہوئی

پھر صفحہ ۲۰۲ سے یہہ تمثیلات بہ تحریر آیات قرآنی مقام وحی ام موسیٰ اور حضرت خضر علیہ السلام وحضرت مریمہ صدیقہ علیہا السلام مفصل طور پر بیان کر کے صفحہ ۲۰۴ پر آخر میں مولویصاحب نے یہہ نتیجہ نکالا ہے۔

"کہ اِن تمثیلات ثلثہ کو پڑھ یا سنکر مسلمان پیرو قران کو اس میں شک باقی نہیں رہ سکتا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام اور والدہ موسیٰ علیہ السلام جو باتفاق نبی نہ تھیں اور حضرت خضر علیہ السلام کو کہ جو باتفاق جمہور علماء اسلام نبی نہ تھے اور ان کے رسول نہ ہونے میں تو کلام ہی نہیں بعض غیب باتوں کی اطلاع دی جس سے یقیناً وجزماً معلوم ہو گیا کہ اس آیت متمسکہ مخالفین میں غیرنبی کے لئے اطلاع غیب کی نفی ہرگز مراد نہیں کسی خاص وجہ یا قسم کی اطلاع غیب کی نفی مراد ہے وہ وجہ یا قسم وہ ہو جو شاہ صاحب وغیرہ نے بیان کی ہے خواہ کوئی اور وجہ یا قسم جسکو یہہ حضرات خود تجویز کرلیں بہرحال ظاہری اطلاق ہرگز مورد نفی نہیں ہو سکتا"

یہانتک تو مولویصاحب نے یہہ ثابت کیا ہے کہ غیرنبی کی طرف وحی خداوندی خواہ مشتمل بر غیب کیوں نہو جائز ہے اور اولیاء اللہ اس میں داخل ہیں بس یہی مقصود تھا۔ پھر صفحہ ۲۰۵ سے مولویصاحب اِن خیالات ومقالات فریق اوّل کا ابطال شروع کیا ہے جو ان تمثیلات کی نسبت فریق اوّل سے واقع ہوئی ہیں

مثلاً فریق اول کا یہہ کہنا کہ اِن آیتوں سے اگر غیر نبی کے لئے اطلاع غیبی پائی جاتی
ہے تو یہہ پہلی دقتوں کے لئے ہے اس امت محمدیہ کے اولیا کہلانے والوں
کے لئے جبکے الہامات سے ہم کو انکار ہے ایسی اطلاع غیبی اِن تمثیلات
میں یا اور کہیں کہاں پائی جاتی ہے پہر اس امت کے اولیاء کو دعوی الہام
غیبی کیونکر جائز ہے اس کے جواب میں مولویصاحب نے قران شریف کی ایک
آئت پیش کی ہے - کنتم خیر امتہ اخرجت للناس - آل عمران ع ۱۲ اور جامع
ترمذی صفحہ ۸۹ ۴ کی ایک حدیث نقل کی ہے جو اس آیت کی تفسیر ہے اور
اس امت مرحومہ کا شرف ثابت کیا ہے اور پھر حضرت شاہ ولی اللہ کے ازالۃ الخفا
سے حضرت عمر رض کا وہ واقع نقل کیا ہے کہ جو مسجد نبوی میں منبر پر جمعہ
کا خطبہ پڑھتے ہوئے ناگاہ آپکی زبان پر یہہ الفاظ جاری ہوئے تھے یا ساریہ
الجبل اور اس حدیث سے اس امت مرحومہ کو بھی خدا کی جانب سے فیض
الہام اور اخبار عن الغیب سے مشرف ہونے کو ثابت کیا ہے اور اس واقعہ
کے پے در پے سلسلہ روائت میں آنے پر بہت سے اسناد بیان کئے ہیں
جس سے اس حدیث کی صحت و تواتر کو پختہ کیا ہی اور اسیطرح پھر بعد اصحابہ دیگر اکابرین
امت کی مشرف بالہام ہونیکا ذکر کیا ہی اور صفحہ ۲۱۸ تک اس فریق اول کے جواب
انکار الہام میں خامہ فرسائی فرمائی ہی اور دیگر اولیاء اللہ کے الہام کی وجود میں شیخ
عبد القادر صاحب جیلانی کی کتاب فتوح الغیب اور شیخ مجدد الف ثانی کی مکتوبات کی

جلد دوم کا حوالہ دیا ہے اور نیز صفحہ ۲۱۰ کے حاشیہ میں براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۴۶ کے
اسی امر کے ثبوت میں ایک عبارت نقل کی ہے جس میں حضرت مرزا صاحب نے شیخ عبدالقادر
جیلانی رحمت اللہ علیہ کی فتوح الغیب اور مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے مکتوبات سے
ثابت کیا ہے کہ غیر نبی بھی مکالمات اور مخاطبات حضرت احدیث سے مشرف ہوجاتا ہے
اور ایسا شخص محدث کے نام سے موسوم ہے اور انبیاء کے مرتبہ سے اسکا مرتبہ قریب تر
واقعہ ہوتا ہے۔ مولوی صاحب نے اسکی تائید میں کتب اہل سنت جماعت یعنے شرح
مواقف۔ شرح عقائد نسفی اور تمہید ابو شکور سالمی کی اصل تقریریں اور عبارتیں مع
ترجمہ اردو درج ریویو کی ہیں۔ اور فریق اول کے خاتمہ جوابات کے بعد آخیر پر
مولوی صاحب یہہ تحریر فرماتے ہیں۔

"کہ ان تقریرات و عبارات میں فریق اول کا عقلی اور استدلالی جواب
مع زوائد و فوائد ادا ہوا اور بخوبی ثابت ہو گیا کہ ولی کا الہام غیبی یا
اوسکی اور کرامات وہی الہام انبیاء اور انکی اور معجزات میں شبہ
انداز نہیں ہیں بلکہ اور موید اور منکروں کے لئے تازہ شواہد نظاہر ہیں
خصوصاً ایسے شخص کے الہامات و کرامات جو انکو اپنے نبی کے کسی ثبوت
کی تائید و شہادت میں پیش کرے اور منکرین الہام نبی کو اسکے
نظائر دکھلاوے اور نصبد زبان یہہ کہے کہ یہہ سب برکات میری نبی
افضل الرسل کے خادم ہونیکا صدقہ ہے اور اسی کی کرامات و

منجزات چنانچہ مؤلف براہین احمدیہ سے واقعہ ہوا ہے"۔
اس رائے کو صفحہ ۲۱۸ پر مولویصاحب نے ختم کیا ہے۔ ناظرین باانصاف کی خدمت
میں یہاں بھی کچھ عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ حضرات اس رائے کو آپ دیکھ
لیجے گا کہ مولویصاحب نے کوئی امکانی یا تجویزی پہرہ یہاں پر بھی نہیں بٹھایا۔
سبحان اللہ العظمۃ للہ۔ الہامات و کرامات حضرت مرزا صاحب کی خصوصیت
کیا بیان ہوئی ہے۔ نشان زدہ فقرہ سے ان کرامات و الہامات کے وقوع
کا یقین مولوی صاحب کو دیکھئے۔ حضرت مرزا صاحب تو بصد زبان نبی افضل
الرسل کے خادمانہ حالت کے صدقہ سے یہہ سب برکات حاصل ہونا بیان
کریں اور مولوی صاحب اس امر واقع کی تصدیق کریں۔ اور حضرت مرزا صاحب
کا نبی و پیغمبر نہ ہونا ثابت کریں اور منکرین کے اس بہتان کی تردید کریں جیسا
کہ ناظرین کو آئندہ صفحات کے ملاحظہ سے واضح ہوگا۔ اور پھر یہی مولویصاحب
پرائیویٹ مراسلت کے ٹائیٹل پیج پر اسی خادم کی نسبت یہہ رباعی چھپوائیں۔

آں کس کہ خود از ضعف و مرض لاغری کند * ہم دعوی مسیحی و پیغمبری کند۔
خوش گفت بذلہ سنج کہن سال روزگار * او خویشتن گم است کرا رہبری کند

کہاں وہ مسیح اور پیغمبر اور کہاں نبی افضل الرسل کا خادم مرزا انصاف
شرط ہے یہہ بہتان نہیں تو اور کیا ہے۔ تعجب ہے پھر مولوی صاحب
حضرت مرزا صاحب کے سچے اور بلا کم و کاست راست الفاظ پر جو ۲۶ مارچ ۱۸۹۱ء کی اشتہار

ہیں درج ہوئے ہیں اعتراض کرتے ہیں اور حضرت مرزا صاحب کی نسبت اپنے امکانی اور تجویزی حسن ظن کو واپس لیتے ہیں۔ یہہ صریح بہتان جس کو وہ پہلے حضرت مرزا صاحب کی ذات سے بخوبی جواب منکرین و مکفرین میں رد کر چکے ہیں۔ اب پھر اس بہتان کو قائم کرنا حیا اور ایمان کے برخلاف نہیں تو اور کیا ہے۔ شرم۔ شرم۔ شرم۔ مولوی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے رسالوں کو اگر بتمام و کمال دیکھ لیا ہوتا تو اُن کو خود ثابت ہو جاتا کہ اب تک حضرت مرزا صاحب ویسے ہی خادم نبی افضل الرسل کے ہیں جیسا کہ پہلے مولوی صاحب تسلیم کر چکے ہیں۔ افسوس ہے بلا یا نہ غضب و غیظ نے مولوی صاحب کو اتنی اجازت بھی نہ دی کہ وہ بالتفصیل ہر دو رسالہ جات شائع کردہ حضرت مثیل المسیح کو بغور ایک دفعہ پڑھ کر تیسری رسالہ کے مضامین سے بھی واقفیت حاصل کر لیتی کہ اونکو ایسے بہتان آمیز اشعار اور بیجا اعتراضوں کے الزامات کا مرتکب نہ بننا پڑتا مگر مولوی صاحب تو جیسا اِن کے شائع شدہ خطوط سے ثابت ہوتا ہے دو چار فقرات کو ہی دیکھ کر بھڑک اٹھے اور کپڑوں سے باہر ہو کر مرزا صاحب کو اپنی کمالیت علمی کی دہمکیاں دینے لگ گئے۔ اور یہاں تک اُنکی آنکھوں میں خون اُتر آیا کہ اپنی لکھی ہوئی مسلمہ صداقتوں کو بھی نہ دیکھ سکے کاشکے وہ اپنے پہلے ریویو کی نظر ثانی کر لیتے تو انکو حضرت مرزا صاحب کے جدید دعوے کے سمجھنے میں بڑے مدد مل جاتے اب تو وہ اپنے خانہ ساز الفاظ امکانی اور تجویزی کے حوالات میں کل ریویو کو

بند کرکے پیچھا چھوڑا گے اگر جنکے کان سننے کے ہوں گے وہ سنیں گے اور
جنکی آنکھیں دیکھنے کی ہونگی وہ دیکھیں گے کہ مولوی صاحب کہانتک راستی
کے حامی ہیں - افسوس ہے کہ آپ نے مرشدنا حضرت مرزا صاحب کی نصیحت آمیز
فقرات مندرجہ مراسلت پر کان نہ رکھا اگر آپ آخر تک حضرت موصوف کے دلایل
و براہان کو دیکھ کر قلم اٹھاتے تو شاید ایسی افترا اور بہتانوں کی جرات آپ کو
نہ ہوتی - حق یہہ ہے کہ آپ نے تعجیل کی - اور عالم درویش فخر اسلام ناصح کی
باتوں کو قبول نہ رکھا صفحہ ۱۲۸ پر ایک حاشیہ مولوی صاحب درج فرماتے
ہیں اور حضرت مرزا صاحب کے مکفرین و منکرین کو دہمکاتے ہیں چنانچہ
لکھتے ہیں -

کہ اس کتاب براہین احمدیہ کا صفحہ ۳۴۲ و ۴۸۸ و ۵۲۱ و ۵۵۸
وغیرہ کو ملاحظہ میں لاو قیامت کو حساب کو ایمان کو
قرآن کو پیش چشم رکھہ کر خلاف واقعہ سوء ظن سے باز آؤ -
یہی آخری نصیحت مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی کی
جو فریق مخالف حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو سات
برس پہلی اپنی دلی تصدیق اور یقین کے ساتھہ سنا چکی ہیں اور آج
جو روش مولوی صاحب نے خود مخالفت حضرت مرزا صاحب میں اختیار کی ہے
جیسا کہ نوٹ ہای مراسلت شایع شدہ سے ظاہر ہوتا ہے اسکی نسبت

تو مجھے یہہ شعر یاد آیا ہے۔ ہر کسے ناصح براے دیگراں + ناصح خود یافتم کم در جہاں
قیامت اور حساب کا مشاہدہ تو مرکر ہی ہوگا۔ ایمان بھی ایک حالت قلبی کا نام ہے
جسکا فیصلہ ہر ایک صاحبدل کر سکتا ہی البتہ قرآن کا پیش چشم رکھ کر گفتگو کرنا ایک ایسا
امر ہے کہ جسکے متعلق استدلالات کو ہر ایک حق پسند ہی دیکھ سکتا ہی اور رائے لگا سکتا ہے
کہ کہانتک حق پرستی اور صداقت سی کام لیا گیا ہی۔ اب تک جہانتک ان الفاظ خود
تحریر کردہ کی پیروی مولوی صاحب کی ہے ظاہر ہوگئی ہے اور جہانتک آئندہ ان الفاظ
کا لحاظ رکھا جائیگا وہ بھی دیکھ لیا جائیگا۔ پھر مولوی صاحب نے صفحہ ۲۱۸ سی جواب استدلال
وجہ انکار فریق دوم کو شروع کیا ہی فریق دوم کی استدلال کا ماحصل یہہ بیان کیا ہی
کہ مؤلف براہین احمدیہ نے اپنی آپ کو بہت سی آیات قرآن کا جو حضرت محمد الرسول اللہ
صلعم و آدم و عیسٰی و ابراہیم علیہ السلام کے خطاب میں وارد ہیں اور از آنجملہ
(۱۱) آیات ذیل وجہ انکار (فریق دوئم بصفحہ ۷۲ منقول ہو چکی ہیں) مخاطب و مورد
نزول ٹھیرایا ہے۔ اور ان کمالات کا جو انبیا سی مخصوص ہیں جیسی وجوب اتباع۔ نزول
قرآن۔ وحی رسالت۔ فتح مکہ۔ حوض کوثر۔ زندہ آسمان کیطرف اٹھایا جانا وغیرہ)
اپنے آپ محل قرار دیا ہے۔ اس سی مفہوم ہوتا ہی کہ مؤلف براہین احمدیہ کو درپردہ نبوت
کا دعوے ہے۔ یہہ ماحصل اعتراضات فریق دوئم کا مولوی صاحب بیان کر کے لکھتے ہیں
"کہ مؤلف براہین احمدیہ نے ہرگز یہہ دعوے نہیں کیا کہ قرآن میں آیات
کا مورد نزول و مخاطب میں ہوں اور جو کچھ قرآن یا پہلی کتابوں میں محمد

محمدؐ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و عیسیٰ و ابراہیم و آدم علیہم السلام
کے خطاب میں خدا نے فرمایا ہے اس سے میرا خطاب مراد ہے
اور نہ یہہ دعوی کیا ہے کہ جو خصوصیت و کمالات ان انبیا میں پائے
جاتے ہیں وہ مجھہ میں پائے جاتے ہیں کلاّ۔ واللہ۔ ثم باللہ۔ ثم تاللہ
اس کتاب میں یا خارجاً مولف نے یہہ دعاوی نہیں کئے اور
ان کو کامل یقین اور صاف اقرار ہے کہ قران اور پہلی کتابوں میں
ان آیات میں مخاطب و مراد وہی انبیا ہیں جن کی طرف ان میں
خطاب ہے اور ان کے کمالات کے محل وہی حضرات ہیں جن کو
خدا تعالیٰ نے ان کمالات کا محل ٹھہرایا ہے"

مولوی صاحب کی اس رائے خصوصاً چہار الفاظ نشان زدہ کو غور سے دیکھنا چاہیئے۔ اور پھر خود مولوی صاحب کے حال کے شایع کردہ مراسلت کے ٹائٹیل پیج کے شعروں کو ملاحظہ کرنا چاہیئے۔ حالانکہ حضرت میرزا صاحب اپنی وہی مماثلت روحانی اور مثالی اور ظلی حضرت مسیح علیہ السلام سے بیان فرماتے ہیں اور انہیں معنی سے مثیل المسیح ہونے کا ان کو دعوی ہے مگر مولوی صاحب خواہ مخواہ زبردستی ان کو پیغمبر بنائے جاتے ہیں۔ خیر مولوی صاحب کے پیغمبر بنانے سے وہ اب پیغمبر نہیں بنتے کیونکہ مولوی صاحب کے کلا واللہ۔ ثم باللہ۔ ثم تاللہ خود مولوی صاحب کے اس تازہ بہتان کو بیخ وبن

سے الکھا رہے ہیں۔ کیا مضایقہ اگر ملایانہ غیظ و غضب میں انہیں یاد نہیں رہا۔ مگر انصاف پسند حق بین اہل نظر تو دیکھہ رہے ہیں اور دیکھینگے پھر جناب مؤلف کی نسبت مولوی صاحب یہہ تحریر کرتے ہیں +

"کہ ان آیات کے الہام یا نزول دعوی سے ان کی مراد (جس کو وہ صریح الفاظ سے خود ظاہر کر چکے ہیں ہم اپنی طرف سے اختراع نہیں کرتے) یہہ ہے کہ جن الفاظ یا آیات سے خدا تعالیٰ نے قران یا پہلی کتابوں میں انبیاء علیہم السلام کو مخاطب فرمایا ہے ان ہی الفاظ یا آیات سے دوبارہ مجھے بھی شرف خطاب بخشتا ہے پر میرے خطاب میں ان الفاظ سے اور معنی مراد رکھے ہیں جو معانی مقصودہ قران اور پہلی کتابوں سے کچھہ مغایرت اور کسی قدر مناسبت رکھتے ہیں اور وہ معانی ان معانی کے اظلال و آثار ہیں" +

حضرت میرزا صاحب کی اس مراد قرار دادہ کو مولوی صاحب نے تسلیم فرما کر۔ مدتمثیلات میں صفحہ ۲۱۹ سے ان آیات الہامیہ کے معانی کے اپنی قیاس و رائے سے تصریح کی ہے جو حضرت میرزا صاحب کے حق میں اللہ تعالیٰ نے الہاماً نازل فرمائی ہیں۔ اور مولوی صاحب نے ان آیات کی مراد و مفہوم کو حسب فہمید خود بخوبی واضح کیا ہے اور ہر طرح شواہد نقلی و عقلی سے پایہ ثبوت کو پہنچایا ہے اور حسن فہم کے ضمنی اعتراضات اس بارہ میں پیدا ہونے ممکن ہیں ان سب کا جواب

شافی بھی دیا ہے اور یہہ بحث ۸ ، ۲ صفحہ تک برابر چلی گئی - ان جوابات کے خاتمہ پر مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں +

کہ" ان تصریحات و عبارات کے علاوہ آپ کی کتاب کا کوئی ورق و صفحہ بلکہ سطر و لفظ ایسا نہیں ہے جس سے ثبوت محمدی اور حقانیت قرآن کا ثبوت مقصود نہ ہو - جن لوگوں نے کتاب نہیں دیکھی اور بن دیکھے آپ پر دعوی پیغمبری کا بہتان باندھا ہے - وہ آپ کی کتاب کا پورا نام - (براہین الاحمدیہ علی حقیقتہ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ محمدیہ) بھی کسی سے سُنیں تو ان کو اپنے گمان کا بہتان ہونا ثابت ہو جائے اور بخوبی معلوم ہو کہ اس کتاب کی تصنیف سے مؤلف کا منشا ہے کہ قرآن خدا کا کلام برحق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں جس کے ساتھ دعوی نبوت کا امکان نہیں رہتا - اس کے سوا، مؤلف کا شبا روزی عمل و قول دیکھنا چاہئے کہ وہ کلمہ کس نبی کا پڑھتے ہیں - لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہتے ہیں یا لا الہ الا اللہ غلام احمد نبی اللہ نماز کس دین کے مطابق پڑھتے ہیں منہہ کس قبلہ کی طرف کرتے ہیں - حلال حرام وغیرہ احکام میں کس کتاب کے پابند ہیں اپنے الہامات اور کرامات سے کیا نتیجہ نکالتے ہیں ان سے اپنی نبوت ثابت کرتے ہیں یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

نبوت عام لوگوں کو جن میں بڑے بڑے پادری پنڈت برھمو آریہ راجگان وسرداران غیر مذہب داخل ہیں جو بڑے مبارزرانہ وبہادرانہ تحدی سے دعوت کرتے ہیں تو کسی مذہب کی کرتے ہیں مذہب اسلام کی یا اپنے مذہب احمدی یا میرزائی کی۔ ان تصریحات ودلایل سے کس وناکس کو بشرطیکہ اس کا دل تعصب ونفسانیت سے سیاہ نہ ہو گیا ہو یقین ہو گا کہ ان کو اپنی نبوت کا ہرگز ہرگز دعوی نہیں ان کے ہرایک دعوی وکارروائی کا اصل اصول اثبات نبوت محمدیہ ہی ہے۔ اس صریح منطوق کے مقابلہ میں بعض الہامات کلمات کے مفہوم کا (اگر وہ ان کلمات کا مفہوم ہے اور اس سے بزعم مخالف دعوی نبوت نکلتا ہے) کیا اعتبار ہے وبنائٌ علیہ ایک مسلمان فخر اسلام کی تکفیر کیوں کر جایز ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان الہامات وکلمات کے صحیح معنی بھی جو جواب اول میں بہ تفصیل بیان ہو چکے ہیں اور ان سے مولف کا دعوی نبوت مفہوم نہیں ہوتا وبنائٌ علیہ اس کا اسلام باقی رہتا ہے) ہو سکتے ہیں اور فقہا ومتکلمین کتب فقہ وکلام میں صاف تصریح کر چکے ہیں کہ جب تک کسی کلام کے معنی موافق اسلام ہو سکیں۔ اس کے قایل کی تکفیر بعض معانی کفریہ کے نظر سے جایز نہیں۔ حتی کہ بعض کتابوں میں یہہ بھی لکھا ہے کہ اگر کلام کے ننانوے

وجوہ کفر ہوں اور ایک وجہ اسلام کی تو اس کے قایل کو مسلمان کہنا
لازم ہے بہ نظر ان وجوہ کفر کے کافر بنانا جایز نہیں ؎+

اے ناظرین باتمکین ذرہ اس رائے کو ملاحظہ فرمائیگا اور مولوی صاحب کے حال کی منحاصمانہ کارروائی کی داد دیجئے گا یہہ ہیں اس امت مرحومہ کے بڑے بڑے مولویوں کے حالات یہہ رائے بھی مولوی صاحب کی امکانی اور تجویزی خانہ ساز الفاظ کے پہرے سے الگ رہی ہے کوئی قید یہاں نہیں لگائی کچھہ ضرورت نہیں کہ خود مولوی صاحب کی اس رائے کو جو انہوں نے مخالفین و منکرین حضرت میرزا صاحب کے مقابلہ میں ظاہر کی تھی اسوقت مولوی صاحب کی ذات پر لفظاً چسپاں کر کے دکھلائیں - اور ظاہر کر دیں کہ حضرت میرزا صاحب کے ۲۶ - مارچ ۱۸۹۱ء کے اشتہار میں جو الفاظ درج ہوئے ہیں وہ کہاں تک ان مولویوں پر منطبق ہوتے ہیں - مگر بعض کلمات اس رائے کو دوہرائے بغیر چھوڑ جانا انصاف کا خون کرنا ہے اس لئے مولوی صاحب کے خود تحریر کردہ فقرات کو اس وقت ان کے سامنے پیش کئے دیتے ہیں (۱) حضرت میرزا صاحب اب بھی کلمہ کس کا پڑھتے ہیں - (۲) نماز کس دین کے مطابق پڑھتے ہیں ؟
(۳) منہہ کس قبلہ کی طرف کرتے ہیں (۴) حلال حرام وغیرہ احکام میں کس کتاب کے پابند ہیں - (۵) عام لوگوں کو جن میں بڑے بڑے پادری - پنڈت - برہمو آریہ - راجگان و سرداران - غیر مذہب داخل ہیں جو بڑے مبارزانہ و بہادرانہ تحدی

سے دعوت کرتے ہیں تو کس مذہب کی کرتے ہیں مذہب اسلام کی یا اپنے مذہب احمدی یا مرزائی کی (۶) اِن کے ہر ایک دعوی یا دعوی مثیل المسیح کا اصل اصول اثبات نبوت محمدیہ ہے یا اور کچھ۔ مولوی صاحب آنکھیں کھولئے اور ان خود تحریر کردہ فقرات کو دیکھئے۔ اور بقول خود اگر تعصب و نفسانیت سے دل سیاہ نہ ہوگیا ہو تو یقین کر لیجئے کہ حضرت میرزا صاحب کو اپنے نبوت کا ہرگز ہرگز دعوی نہیں اور اگر اس صریح منطوق کے مقابلہ میں الہام جدید اور دعوی تازہ کے کلمات کی مفہوم سے اب آپ کے مخالفانہ زعم میں دعوی نبوت نکلتا ہے) تو اس کا کیا اعتبار رہا ہے۔ او ربناءً علیہ ایک مسلمان فخر اسلام کی نسبت ایسے نوٹوں اور مندرجہ ٹائیٹل پیج مراسلت اشتہار کا شایع کرنا یا کرانا کیونکر جایز ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ (حدیث ابن مریم کے صحیح معنی اور نیز دیگر احادیث کا سچا مفہوم حضرت میرزا صاحب کے ہر سہ رسالہ جات شایع کردہ میں بہ تفصیل بیان ہو چکا ہے اور ان سے حضرت میرزا صاحب کا دعوی نبوت مفہوم نہیں ہوتا و بناءً علیہ ان کا اسلام باقی رہتا ہے اور فقہا و متکلمین کتب فقہ و کلام میں صاف تصریح کر چکے ہیں کہ جب تک کسی کلام کے معنی موافق اسلام ہو سکیں اس کے قایل کی تکفیر بعض معانی کفریہ کے نظر سے جایز نہیں۔ حتی کہ بعض کتابوں میں یہہ بھی لکھا ہے کہ اگر کلام میں ننانوے وجوہ کفر ہوں اور ایک وجہ اسلام تو بہ نظر اس وجہ اسلام کے اسکے۔ قایل کو مسلمان

کہنا لازم ہے - مولوی صاحب خیال تو فرمائے اور ذرا تعصب و نفسانیت
کو دل سے دور کر کے دیکھئے کہ حضرت میرزا صاحب کا دعوی مثیل المسیح جس
کو واضح دلایل کے ساتھ قال اللہ و قال الرسول کے موافق ثابت کرتے ہیں
اور دعوی سے کل مخالفوں کو بلاتے ہیں - اور پھر یہہ ایک پیشین گوئی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جس کو نفس اسلام سے کچھہ تعلق نہیں اور پنج ارکان
اسلام میں سے یہہ کوئی رکن نہیں اور ایک فخر اسلام مسلمان ہیں ننانوے
وجہ اسلام کی ہیں - اور آپ کے یا آپ جیسے چند ظاہری علماء کی نظر میں
حضرت میرزا صاحب کا صرف یہہ ایک کشف یا الہام صحیح نہیں - تو کیا اس
سے یہہ لازم ہے کہ ان کی سب خود تسلیم کردہ صد اقتوں اور نصرت دین اسلام
کی کارروائیوں کو بالائے طاق رکھکر سخت مخالفت پر کمر باندھی جائے اور
بہتان اور افترا پردازیاں جن کی بناء محض تعصب و نفسانیت پر ہو تحریر میں
لائی جائیں - اور پھر خلاف اصول فقہا و متکلمین و کتب فقہ و کلام ایسے فخر اسلام
بزرگ کی جناب میں ایسے ملایانہ غیظ و غضب کے جوش دکھانے پر فخر کیا جائے
عبرت - عبرت - عبرت -

اس کے بعد صفحہ ۲۸۰ سے ہر دو فریق مخالفین کے مشترک اعتراضات کا جواب
مولوی صاحب شروع کرتے ہیں اور پہلے اعتراض کا ماحصل یہہ درج فرماتی ہیں +
کہ ان الہامات میں بعض غلطیاں ہیں - جیسے الہام دُنْدِی الیک ....

بجذع النخل ہیں) مؤلف کا بصیغہ تانیث خطاب اور الہام (یا
مریم اسکن انت و زوجک الجنتہ) میں مریم علیہا السلام کا
صیغہ تذکیر سے خطاب ؎

یہہ ماحصل اعتراض ہردو فریق مخالفین کا درج کرکے مولوی صاحب جواب
یوں قلمبند فرماتے ہیں ؎

الجواب - پہلے الہام میں غلطی کا دعوی محض افترا ہے - کتاب
میں لفظ ہُزّی (یا) سے جو صیغہ تانیث ہے کہیں نہیں - اس
میں بصفحہ ۲۲۶ میں لفظ (ھُز) بحذف یا ہے - اور الہام یا
مریم اسکن انت و زوجک الجنتہ میں لفظ مریم سے مؤلف
مراد ہے جس کو ایک روحانی مناسبت کے سبب مریم سے نسبت
دی گئی ہے - وہ مناسبت یہہ ہے کہ جیسے حضرت مریم علیہا السلام
بلاشوہر حاملہ ہوئی ہیں چنانچہ ظاہری قرآن کی دلالت ہے اور
انجیل میں تو اس پر صاف تصریح ہے (دیکھو اشاعتہ السنہ نمبر ۲
و ۳ جلد ۴) ایسی ہی مؤلف براہین بلا تربیت و صحبت کسی پیر
فقیر ذی مرشد کے - الوہیت غیبی سے تربیت پاکر مورد الہامات
غیبیہ و علوم لدنیہ ہوئے ہیں - اس تشبیہہ کی ایک ادنیٰ مثال
نظامی کا یہہ شعر ہے جس میں انہوں نے اپنی طبیعت کو مریم سے نسبت

دی ہے سے ضمیرم نہ زن بلکہ آتش زن ست * کہ مریم صفت
بکر آبستن ست * اس صورت میں مریم کا خطاب بہ صیغۂ تذکیر
محل اعتراض نہیں اور اس کے لیئے زوج کا اثبات بھی مستبعد
نہیں اور یہاں تو زوج مؤلف کے اتباع اور رفقا مراد ہیں دیکھو
صفحہ ۲۶۰ رسالہ ہذا" *

اس صفحہ کے حاشیہ متعلقہ میں خود مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں *
کہ" کسی کو یہہ شبہ نہ گذرے کہ بہ رعایت لفظ مریم لفظ اسکن
کو مؤنث کیوں نہ کیا گیا۔ اس لیئے کہ لفظ مریم میں تانیث لفظی نہیں
تا کہ لفظ کی رعایت ہوتی۔ معنوی تانیث ہے جو اس مقام میں مؤلف
کے مراد ہونے سے نہیں رہی" *

پھر صفحہ ۲۸۱ سے اعتراض دوئم شروع ہوا ہے اور مولوی صاحب نے ماحصل
اعتراض دوم کا یہہ لکھا ہے *
کہ" بعض الہامات انگریزی زبان میں ہوتے ہیں جن کا پڑھنا بولنا کفر
ہے پھر اس میں الہام و خطاب کیونکر ممکن ہے" *

اس کا جواب مولوی صاحب یوں معرض تحریر میں لاتے ہیں *
الجواب۔ انگریزی کے پڑھنے اور بولنے کو کفر کہنا انہی لوگوں کا
کام ہے جن کا دل و دماغ کفر کا خزانہ یا سانچہ یا مشین یعنی کل ہے

یا انہوں نے کفر کا ٹھیکہ لے رکھا ہے پس وہ جس کو چاہتے ہیں
کافر بنا دیتے ہیں۔ دین اسلام میں تو اس حکم کفر کا کہیں پتہ
ونشان نہیں نہ کتاب وسنت میں اس پر کوئی شہادت پائی
جاتی ہے نہ تصانیف علماء وقت میں مؤلف نے براہین احمدیہ
کے صفحہ ۳۰۹ میں خود بھی ثابت کر دیا ہے کہ زبانیں انگریزی
ہوں خواہ ہندی عربی ہوں خواہ فارسی سبھی خدا کی تعلیم سے
ہیں اور اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۵ میں اس مسئلہ کی قرآن
وحدیث سے کافی تحقیق ہو چکی ہے جو نظارہ ناظرین کے لایق
ہے پس اگر کسی زبان کے بولنے پڑھنے پر کفر لگایا جائے تو
یہہ کفر خدا تعالیٰ کی طرف عاید ہوتا ہے یہہ کفر بقول ان بھلے
مکفرین کے خدا ہی نے لوگوں کو خود سکھلایا ہے اور اس کفر کے
استعمال پر لوگوں کو مضطور ومجبور کر دیا ہے۔ بالفعل ہم اس
اعتراض کے جواب میں اس سے زیادہ کچھ کہنا نہیں چاہتے
حضوم معترض شہادت کتاب وسنت واقوال علمائے امت
سے یہہ ثابت کر دینگے کہ انگریزی کا بولنا پڑھنا کفر ہے اور یہہ
زبان خدا کی سکھائی ہوئی نہیں تو اسوقت اس کے جواب میں
اور بھی ہم کہینگے۔ اسوقت تک تو ہم اس اعتراض کو لایق خطاب

و مستحق جواب نہیں سمجھتے۔

اس کے بعد مولوی صاحب خود سوال اٹھاتے ہیں۔

"کہ کوئی اگر یہہ اعتراض کرے کہ مؤلف براہین احمدیہ کی مادری زبان ہندی ہے اور مذہبی اور علمی زبان عربی اور صرف عربی اور استعمالی فارسی۔ انگریزی نہ ان کی مادری زبان ہے نہ مذہبی نہ علمی نہ اس زبان سے ان کو کسی قسم کی واقفی ہے پر ان کو انگریزی میں کیوں الہام ہوئے ہیں اور اس کا سر و فایدہ کیا ہے۔ تو یہہ خیال لایق خطاب و مستحق جواب ہے"۔

مولوی صاحب نے جو حضرت میرزا صاحب کے الہامات انگریزی کی بابت یہہ سوال از خود اُٹھایا ہے لوگوں کو بے شک اس قسم کے شبہات واقع ہوتے ہیں چنانچہ راقم خاکسار نے اس قسم کے شبہات اپنے کانوں سے بھی سُنے ہیں چونکہ مولوی صاحب کے یہہ جوابات بہت مفصل ہیں اس لئے جو فوائد دوسران جوابات میں مولوی صاحب نے تحریر فرمائے ہیں وہ اس لایق ہیں کہ بغیر انتخاب پورے پورے لکھ دیئے جائیں تاکہ خاص و عام معترضین اپنے شبہات و اوہام میں غور کریں کہ وہ کہاں تک صحیح ہیں۔ اور ایسے شکوک ہو عمر ایک فخر اسلام عالم کی نسبت پیدا کرتے کہاں تک جایز ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

که اس زبان میں جس میں مؤلف کی زبان کان دل خیال کسی کو آشنائی
نہ تھی مولف کو الہام ہونے میں ایک فائدہ دوسرا تو یہہ ہے کہ اس میں
سامعین و مخاطبین کو مولف کی طبیعت یا خیال کی بناوٹ کا احتمال
نہ ہو۔ ہندی۔ فارسی۔ عربی (جو ان کی مادری۔ و مذہبی و علمی
زبانیں ہیں) کے الہامات میں یہہ بھی احتمال اور متردد ذہن کو خیال
پیدا ہو سکتا ہے کہ یہہ الہامات مؤلف نے خود عمداً بنائے ہیں
یا بلا ارادہ و اختیار ان کی حالت خواب میں ان کے دماغ و خیال
نے گھڑے ہیں اس گھڑت اور بناوٹ کا خیال الہامات انگریزی
میں (جس سے صاحب الہام کی زبان۔ کان۔ دل و خیال کو کسی قسم
کا تعلق نہیں) کوئی نہیں کرسکتا۔ کیونکہ طبیعت و خیال کو اس
چیز تک رسائی ہوتی ہے جس سے اس کو کسی وجہ سے تعلق ہو
ہندی نژاد۔ جو عربی سے محض ناآشنا ہو کا خیال عربی نہیں بنا سکتا
جیسے مچھلی اڑ نہیں سکتی اور چڑیا تیر نہیں سکتی +

اسی قسم کا قانون قدرت جیسا کہ مولوی صاحب نے تسلیم کیا ہے عادت خداوندی
ہے اور یہہ ہی قانون الہی ہے پھر کسی بشر کا جو نہ پر رکھتا ہے نہ ہوا میں اڑ سکتا ہے
بجسدہ الجسمانی آسمان پر چڑھ جانا عادت اللہ کے خلاف ہے جس میں
حضرت مثیل المسیح کا کلام ہے پھر مولوی صاحب کیوں اس کا خلاف کرتے ہیں

اور عادت اللہ کا ٹوٹ جانا کیونکر جایز سمجھتے ہیں - اس فائدہ وسر کو مولوی صاحب بیان فرماکر خود ہی احتمالی اعتراض کو رفع فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں +

کہ "شاید امرتسری معترضین جو اہل حدیث کہلاکر حدیث کے نام کو بدنام کر رہے ہیں یہہ اعتراض کریں کہ انگریزی زبان کے الہام میں طبیعت یا خیال کی بناوٹ کا احتمال نہیں تو یہہ احتمال تو ہے کہ یہہ انگریزی الہام شیطان کی طرف سے ہو جو انگریزی عربی - فارسی ہندی وغیرہ سبھی زبانیں جانتا ہے اور جو اس میں غیب کی باتیں اور پیشین گوئیاں ہیں وہ شیطان نے آسمان سے چھپ کر سن لی ہوں - کذالک قال الذین من قبلھم مثل قولھم تشابھت قلوبھم یہی بات پہلے مشرکین عرب نے آنحضرت کے الہامات عربی کی نسبت کہی تھی پس جو اس کا جواب خدا تعالی نے آنحضرت کی طرف سے دیا ہے وہی ہم اس مقام میں مؤلف براہین کی طرف سے دے سکتے ہیں" +

چنانچہ مولوی صاحب سورہ شعرا کے رکوع ۹ کی آیت کو سند میں لاتے ہیں اور بیضاوی اور امام رازی نے جو تفسیر آیت بیان کی ہے اس کو لکھا ہے جس کا ماحصل یہہ ہے +

کہ "جن لوگوں کے پاس شیطان اترتے ہیں وہ اپنے افعال و اعمال

میں شیطانوں کے دوست اور بھائی ہوتے ہیں۔ بڑے گنہگار اور بڑے جھوٹے۔ اور یہہ باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی نہیں جاتیں وہ تو شیطان کے دشمن ہیں اور اس کو لعنت کرنے والے جھوٹ اور گناہوں سے محبت اور ان سے منع کرنیوالے تھے وہ باتیں جو شیطان لاتے ہیں اکثر جھوٹی نکلتی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کی ایک بات بھی جھوٹی نہیں ❖

اور اسی جواب کو مولوی صاحب نے حضرت میرزا صاحب مسیح الزمان سلمہ الرحمان کی حالت کے مناسب قرار دیکر لکھا ہے ❖

کہ یہی جواب مؤلف براہین کی طرف سے دے سکتے اور یوں کہہ سکتے ہیں کہ شیطان اپنے دوستوں کے پاس آتے ہیں اور ان کو انگریزی خواہ عربی میں کچھ پہنچاتے ہیں جو شیطان کی مثل فاسق[1] اور بدکار[2] اور جھوٹے[3] دوکاندار[4] ہیں اور مؤلف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کے رو سے (واللہ حسیبہ) شریعت محمدیہ پر قایم اور پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں اور نیز شیطانی القاء اکثر جھوٹے نکلتے ہیں اور الہامات مؤلف براہین سے (انگریزی میں ہوں خواہ ہندی و عربی وغیرہ) آج تک ایک بھی جھوٹ نہیں نکلا۔ (چنانچہ ان کے مشاہدہ

کرنے والوں کا بیان ہے گو ہم کو ذاتی تجربہ نہیں ہوا) پھر وہ القائے
شیطانی کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیا کسی مسلمان متبع قرآن کے نزدیک
شیطان کو بھی قوت قدسی ہے کہ وہ انبیاؤ ملائکہ کی طرح خدا کی
طرف سے مغیبات پر اطلاع پائی اور اس کی کوئی بات غیب و صدق
سے خالی نہ جائے۔"

اس جگہ تو مولوی صاحب نے مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کے رو سے جس کے مفہوم میں چاہے موافق ہوں یا مخالف وہ خود بھی داخل ہیں حضرت میرزا صاحب کو شریعت محمدیہ پر قایم و پرہیزگار اور صداقت شعار تسلیم کر لیا ہے اور نیز ان کے الہامات کو شیطانی القائے سے بری قرار دیکر جھوٹ کی تہمت سے محفوظ رکھا ہے گو انہوں نے خط وحدانے میں اپنے ذاتی تجربے کو یہاں شاید نہیں ٹھہرایا۔ اور گویا مولوی صاحب کی یہہ پہلی رائے ہے جس کو انہوں نے مقید کیا ہے۔ اس سے پہلے جسقدر رائیں لکھی ہیں وہ آزادانہ اور غیر مقید ہیں چنانچہ راقم عاجز نے ہر جگہ اس امر کے طرف اشارہ کر دیا ہے۔ گو وہ یہاں لکھتے ہیں کہ ذاتی تجربہ ہم کو نہیں ہوا مگر تاہم مشاہدہ کرنے والوں کی بہت سی غیبی شہادتیں جنہوں نے حضرت میرزا صاحب کے حالات و مقالات الہامیہ کا مشاہدہ اور تجربہ کر کے ان کے سامنے بیان کیا ہے وہ مولوی صاحب کے نزدیک ایسے پایہ وثوق پر پہنچے ہوئے ہیں کہ ان سے اپنے دعوی کے ثبوت میں استشہاد کو مولوی صاحب

سنے جائز سمجھا ہے۔ جس سے ہر ایک منصف مزاج آدمی حضرت میرزا صاحب
کی صداقت شعاری پرہیزگاری اور القار شیطانی سے محفوظ ہونے پر کلی اعتبار
کرسکتا ہے۔ رہا مولوی صاحب کا ذاتی تجربہ اس کی بابت مجھ کو تعجب ہے کہ
باوجود حضرت میرزا صاحب کی ایسی قرب مکانی اور سابقہ تعلق اور گہری واقفیت
کے ہوتے ہوئے جیسا کہ مولوی صاحب اپنے ریویو میں دعوی کرتے ہیں اور پھر
باوجود میرزا صاحب کے ایک عالم میں شور وغوغا برپا کردینے والے الہامات
صادقہ کے کہ جس نے مولوی صاحب کو حمایت حضرت میرزا صاحب پر سخت
جوش بخشکر مجبور کرکے اتنا بڑا ریویو منکرین ومخالفین مکفرین کے رد وانکار پر
لکھوادیا اور باوجود علی التواتر شاہدین ومجربین الہامات حضرت میرزا صاحب کی
شہادتوں کے مولوی صاحب کے پاس پہنچ جانے کے پھر بھی مولوی صاحب
ارادتمندانہ ملاقات حضرت میرزا صاحب سے محروم رہ کر ذاتی تجربہ کا بیجا اور
بے محل حذر اُٹھاتے رہے اور اب تک اٹھاتے ہیں اور ایک عالم درویش
اہل اللہ اہل باطن فخر اسلام قدیمی دوست کی ذاتی شناخت سے اب تک ایک
علم وفضیلت کا دعوی کرنے والا ملاقاصر ہے یہہ بھی ایک شان ربی ہے ورنہ حق
تو مولوی صاحب کی زبان وقلم سے نکل گیا ہے۔ کسی منصف مزاج کے نزدیک
مولوی صاحب کا یہہ لکھ دینا کہ ہم کو ذاتی تجربہ نہیں ہوا (جس کا باعث
نہیں معلوم کہ کیا ہے یا اللہ کو علم ہے یا ان کا دل جانتا ہے) حضرت میرزا صاحب

کے حالات والہامات کی صداقت کو کمزور نہیں کر سکتا۔ اور اب مولوی صاحب کا خلاف
اِس نور کی چمک سے جو میرزا صاحب اپنے ساتھ لائے ہیں تاریک اندھیری گھپ
رات کو منور کرنے سے روک نہیں سکتا اور مولوی صاحب کا اب بدکلامی پر آمادہ
ہو جانا خود ان کی اپنی پردہ دری کرنے پر دلالت کر رہا ہے اِس تحریر سے انصاف
پسند ناظرین خود سمجھ لینگے۔ ہاتھ کنگن کو عارسی کیا ہے۔ صداقت شعار پرہیزگار
راستبازوں کے مقابل جھوٹے دوکاندار ہمیشہ کھڑے ہوتے رہے ہیں۔ سدا ہوتی
آئی ہے کہ اچھوں کو برا کہتے ہیں + اور آخرکار صداقت کی فتح کا نقارہ بجتا رہا ہے
اور حاسدوں کو سوائے ذلت کے کچھ نصیب نہیں ہوا۔ اسکے بعد مولوی صاحب نے
معترض مہربان کو اِس خیال پر کہ تکفیر کا آلہ مولوی صاحب کے حق میں بھی معترضین
استعمال نہ کریں دہمکایا ہے اور لکھتے ہیں کہ میں ان کے فتوی کفر سے نہیں ڈرتا
میں خود اُن پر فتوی کفر لگا سکتا ہوں جو ان کے پاس آلہ یا سانچا یا مشین تکفیر
ہے۔ میں بھی کہیں سے مستعار لیکر کام چلا سکتا ہوں۔ مخالف کے مقابل مولوی
صاحب کے جوش بھرے کمالات کو ملاحظہ فرمائے پھر حضرت میرزا صاحب کے
جناب میں سخت کلامی کا الزام۔ کسے خود فضیحت و دیگراں را نصیحت کا مصداق
ہے۔ نہیں معلوم باوجود دعوی علمیت و فضیلت مولوی صاحب نے آلہ تکفیر کی
نسبت مستعار لیکر کیوں بیان فرمایا میں تو ان کی شان میں اِس کمال کے
نہ ہونے کو عار سمجھتا ہوں۔ بعد ازیں بحکم العلماء ورثۃ الانبیاء۔ بطور ورثہ عصمت

کا انبیا سے پانا نسبت اولیاء امت محمدیہؐ کے اور ان کے الہامات کا محفوظ ہونا
بعض خصوصیات شرعی اور قرآنی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اب مولوی صاحب
دوسرا فائدہ وسرا الہامات انگریزی زبان کا یہہ لکھتے ہیں کہ مؤلف کے مخاطب
اور اسلام کے منکر و مخالف و عیسائی آریہ برہمو وغیرہ اکثر انگریزی خوان ہیں۔
ان کا افہام یا انجام (ساکت کرنا) جیسا کہ الہامات انگریزی سے ممکن ہے عربی یا
فارسی وغیرہ الہامات سے ممکن نہیں عربی وغیرہ مشرقی زبانوں کے الہامات کو
اور ان کے مضامین سے آنکھہ بند کر کر یقیناً مؤلف کا ایجاد سمجھتے اب جب کہ وہ
انگریزی الہامات پڑھتے اور مؤلف کا انگریزی زبان سے محض امی و اجنبی ہونا سنتے ہیں
وہ ان الہامات مؤلف کو تعجب کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور بے اختیار ان کو
خرق عادت و برخلاف عام قانون قدرت (جن کو وہ غلطی سے قدرت خداوندی
کا پیمانہ سمجھ رہے ہیں) ماننے لگتے ہیں۔ اس کے بعد مولوی صاحب ایک
برہمو سماجی بابو صاحب کے ساتھہ بمقام شملہ اپنی ایک گفتگو کا ذکر کرتے ہیں
جو فیما بین در بارہ تغیر و تبدل قانون قدرت واقع ہوئی جس میں مولوی صاحب
نے قانون قدرت خداوندی کے غیر محدود اور وسیع ہونے کا ثبوت پیش کر کے
امکان وقوع واقعہ کو منوایا جس پر بابو صاحب نے یہہ اعتراض کیا کہ امکان
تو ہم نے مانا برہم اس کی فعلیت یا وقوع کو کیونکر مان لیں جب تک مشاہدہ نہ کر لیں
اس پر مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے مؤلف براہین احمدیہ کے الہامات

انگریزی کو پیش کیا اور یہہ کہا کہ ایک شخص کا انگریزی زبان سے امی و اجنبی محض ہو کر (جس کو ہم روزمرہ کے مشاہدے اور تجربے سے بخوبی جانتے ہیں اور دوسرے کو ثابت و معلوم کرا سکتے ہیں) بلا تعلیم و تعلم اس زبان میں ایسی باتیں بیان کرنا جن کا بیان انسانی طاقت سے خارج ہو تمہاری تجویزی قانون قدرت کے مخالف نہیں تو کیا ہے۔ یہہ سنکر بابو صاحب نے سکوت کیا اور یہہ فرمایا کہ ایسے شخص کو میں بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔ پھر میں نے یہہ بھی سُنا کہ اُنھوں نے ایک خط بھی متضمن اظہار اشتیاق ملاقات مؤلف براہین احمدیہ کے نام لکھا اور مجھے یہہ بھی امید ہے کہ اگر وہ اپنے ارادے و وعدے کو پورا کرینگے اور مؤلف کے زاد و بوم کے ساکنین ہندو مسلمان کے متواتر شہادت سے ان کا انگریزی زبان سے محض ناواقف ہونا ثابت کرلینگے تو وہ اس امر کا خرق عادت و کرامت ہونا مان لینگے اور وہ جب الہامات یا مؤلف کی کسی اور پیشین گوئی کا خود تجربہ و مشاہدہ کرلینگے تو قبول اظہار اسلام سے بھی دریغ نہ کرینگے۔ بعد نقل کرنے اس واقع کے مولوی صاحب تمام انگریزی خواناں کی طرف مخاطب ہو کر لکھتے ہیں کہ ایسا ہی مجھے اور انگریزی خواناں اہل انصاف سے توقع ہے کہ اگر وہ بچشم انصاف ہی انگریزی الہامات مصنف کو پڑھیں یا بگوش انصاف سنیں اور ساتھ اس کے ان کو یہہ بھی تصدیق ہو کہ مؤلف انگریزی کا ایک حرف نہیں جانتا تو وہ اس امر کا کرامت ہونا مان لیں۔ اس کے بعد ان لوگوں کی غلط فہمی دربارہ قانون قدرت کا تذکرہ کیا ہے اور نتیجہ یہہ

فرقہ کی طرف اشارہ کرکے حضرت میرزا صاحب کو صلاح دی ہے کہ سرگروہ فرقہ نیچریہ
کے نام بھی وہ ایک خط لکھیں اور جن الفاظ و معانی کا خط لکھنا مولوی صاحب اپنے
نزدیک مناسب سمجھتے ہیں اس کا مضمون بھی حضرت میرزا صاحب کو خود ہی بتلاتے
ہیں پھر صفحہ ۲۰۸ میں تیسرا سرِ یا فائدہ الہامات انگریزی زبان کا مولوی صاحب
یوں بیان فرماتے ہیں کہ جو لوگ انگریزی زبان کے پڑھنے بولنے کو کفر سمجھتے ہیں
ان کا یہہ خیالی کفر ٹوٹے اور ان کو جب وہ انصاف سے کام لیں اِس مسلہ شرعیہ
کا کہ زبانیں بھی خدا کی تعلیم و الہام سے ہیں اور کسی زبان کا بولنا پڑھنا منع نہیں
ہے۔ اور کسی زبان کو عربی ہو خواہ فارسی ہندی ہو خواہ انگریزی اسکے مضامین
سے نظر اُٹھا کر بُرا نہیں کہا جاسکتا (جس کا مفصل بیان و ثبوت رسالہ
اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد (۵) میں گذرا) یا مشاہدہ الہامی ہے۔ پھر مولوی
صاحب لوگوں کی خاص توجہ تسلیم الہامات کی طرف مبذول کرتے ہیں اور لکھتے
ہیں کہ ہر چند قبل تسلیم الہام مؤلف یہہ الہامات انگریزی زبان ان لوگوں پر حجت
نہیں ہو سکتی مگر جب وہ انصاف سے کام لینگے اور اس بات کو کہ مؤلف براہین احمدیہ
انگریزی کا ایک حرف نہیں جانتا۔ اے۔ بی۔ سی۔ کی صورت تک نہیں
پہچانتا متواتر شہادت سے تحقیق کرینگے اور ان الہامات کے مضامین مشتمل
اخبار غیب کو (جن پر کوئی بشر بذات خود قادر نہیں) انصاف کی نظر سے دیکھینگے
تو انصاف ان کو الہامات کی تسلیم پر مجبور کردیگا۔ اسوقت ان کو اس مسئلہ قدیمہ

شریعت محمدیہ کا مشاہدہ سے ثبوت ملیگا۔اِس کے آگے مولوی صاحب نے چند سطروں
میں انگریزی زبان کے سیکھنے کے لیے مسلمانوں کو ترغیب و تحریص دلائی ہے۔اور
ترقی حسن معاشرت کے لحاظ سے زبان انگریزی کا پڑھنا محض تعصب اور جہالت
کا سبب قرار دیا ہے پھرآپ تحریر کرتے ہیں کہ بعض خوش فہم ان فوایدِ ظاہرہ کو
سنکر غور و انصاف سے یکسو ہوکر یہہ اعتراض کرتے ہیں کہ انگریزی زبان کے الہام
میں یہہ فواید تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انگریزی زبان میں الہام کیوں نہ ہوا
اس کا جواب مولوی صاحب نے دو امور میں دیا ہے اور اسکی متعلق ایک حاشیہ
بھی لکھا ہے۔پہلا امر یہہ ہے کہ آنحضرت کے مخاطب وقت انگریزی خوان نہ تھے
اِس لئے آپ کو انگریزی زبان میں الہام نہ ہوا۔اور جو اس وقت کے مناسب
حال معجزے تھے وہ اِن کو دکھاے گئے۔اس امر اول کے متعلق صفحہ ۲۸۹ میں
ایک حاشیہ مولوی صاحب نے دیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدیم عادت ہے کہ ہر زمانہ
میں اسی قسم کے معجزات و خوارق منکرین کو دکھاتا ہے جو اس زمانہ کے لئے مناسب
ہوں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں سحر کا بڑا زور تھا اس لئے ان کو ایسا
معجزہ لاٹھی کا سانپ بن جانا دیا جو سحر کا ہم جنس یا ہم صورت تھا اور پھر وہ سحر پر
غالب آیا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب کا بڑا چرچا تھا اِس لئے ان
کو ایسا معجزہ (جس کی مراد مولوی صاحب مردہ کا زندہ کرنا کوڑھی۔اندھے مادر زاد
کا اچھا کرنا قرار دیتے ہیں) دیا گیا جس نے طبیبوں کو مغلوب کیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے وقت میں فصاحت کا ایسا دعویٰ تھا کہ وہ اپنے سوائے کسی کو اہل سخن نہ جانتے تھے یہی وجہ ہے کہ وہ بلاد غیر کے لوگوں کا عجم یعنی گونگا نام رکھتے تھے۔ (اس لئے خدا تعالیٰ نے انگریزی خوانوں پر جو عربی سے محض ناآشنا ہیں اور سماعی باتوں پر وہ ایمان نہیں لاتے دین محمدی اور قرآن کا صدق ظاہر کرنا چاہا تو آنحضرت کے امیوں اور خادموں میں سے ایک شخص کو انگریزی الہامات سے جو انگریزی خوانوں کے افہام و افحام کا باعث ہوں) ممتاز فرمایا۔ سبحان اللہ یہاں تو مولوی صاحب نے قصہ ہی پاک کر دیا۔ حضرت مجدد الوقت مسیح الزمان کی مناسبت کیسے انبیاء سابقہ کے ساتھ واقع ہوئی۔ اور کیسی ضرورت حقہ کو اللہ جل شانہ نے پورا کیا ہے۔ اب بھی کسی اہل انصاف حق پسند کو یہ وہم گذر سکتا ہے کہ مولوی صاحب کے ایسی زور کی رائے ان کے خانہ ساز امکانی یا تجویزی الفاظ کی محتاج ہے۔ بے شک یہاں کوئی قید نہیں پھر مخالفت مولوی صاحب کی نسبت کیا کہا جائے۔ خرق عادت و کرامت سب کچھ مان کر اور پھر لوگوں کے سنوالے پر زور دیکر خود الگ ہو جانا کسقدر دینداری کے خلاف ہے ناظرین ذرا مولوی صاحب کے شایع کردہ پرائیویٹ مراسلت کے ٹائیٹل پیج کے اشعار اور درمیان کے نوٹوں سے ان کے اس اقرار کو ملائے اور ان کے انکار کی داد دیجیے۔ کیا زمانہ حال اور وقت موجودہ کے لحاظ سے مثیل المسیح کہلانا اور قرآن کی صداقت ہائے حقہ کو ظاہر کرنا اور دین محمدی کی سچائی کا بڑے کار لانا آنحضرت کے امی اور خادم کی جانب

سے اعتراض کیئے جانے کے لایق ہے۔ اور ایسی حالت میں جبکہ صلیبی معتقدوں
کی ساحرانہ کارروائیاں اہل ہند کے دلوں کو تسخیر کر رہے ہیں ہندوستان میں
سے ایک پرزور تحریک کا پیدا ہونا جو معجزہ کے حد تک پہنچے کیا مولوی صاحب
کے تسلیم کردہ اصول کے برخلاف ہے اور کیا حضرت مثیل المسیح کا روحانی مناسبت
مسیح علیہ السلام پر بیجا جانا خلاف عادت قدیمہ خدا تعالے کے ہے۔ اور اس
امی خادم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبری کا دعویٰ کرنے والا جاننا بیجا
تہمت کرنا اور استہزائیہ اشعار اور لونڈوں میں تمسخر کرنا بے ادبی میں داخل
نہیں تو اور کیا ہے۔ حاشیہ مذکورہ کے درج کرنے کے بعد دوسرا امر مولوی صاحب
یہہ تحریر کرتے ہیں کہ آنحضرت کے زمانہ میں اقوام غیر کی زبان کو کوئی پروا نہ سمجھتا
تھا بلکہ آنحضرت نے زید بن ثابت کو عبرانی سیکھنے کا حکم خود دیا ہے چنانچہ بخاری
میں بصفحہ ۱۰۶۸ منقول ہے۔ آنحضرت کے زمانہ میں ایسے متعصب جو ہمارے
زمانے میں موجود ہیں ہوتے تو ضرور آنحضرت بھی اقوام غیر کی زبانوں میں ملہم و مخاطب
ہوتے۔ بعد اس کے مولوی صاحب نے انگریزی خوانوں کے ایک اور اعتراض کا
بھی جواب دیا ہے۔ اول یہہ کہ انگریزی اعلےٰ درجہ کی فصیح نہیں ہے۔ اس کے جواب
میں مولوی صاحب سوائے قرآن کریم کے جو کتاب آسمانی ہے کسی الہامی عبارت
کی فصاحت کو لازمی اور ضروری نہیں سمجھتے صرف غیر زبان میں الہام ہونا خرق عادت
قرار دیتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جن کی امت میں یہہ الہام ہوا

معجزہ اور لکھتے ہیں کہ عدم فصاحت کوئی محل اعتراض نہیں ہے۔ دوسرا اعتراض انگریزی خوانوں کا یہہ ہے کہ انگریزی میں غلطیاں ہیں چنانچہ کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۸۰ کا یہہ الہام انگریزی کہ (آئی کین ویٹ آئی ول ڈو) لفظ ویٹ غلط ہے صحیح اس مقام پر وہٹ چاہیئے۔ اس کا جواب مولوی صاحب نے یہہ دیا ہے کہ اس غلطی کا الہام سے واقع ہونا یقین نہیں کیا جاسکتا جایز و ممکن ہے کہ الہام میں لفظ وہٹ ہو مؤلف نے اس وجہ سے کہ وہ اس زبان سے محض اجنبی و امی ہے ویٹ پڑھہ لیا ہو جو لفظ وہٹ کا ہمشکل مشابہ ہے۔ اور اس امر کا ایک لایق انگریزی خوان سے تذکرہ ہونا مولوی صاحب نے بیان کیا ہے اور حضرت میرزا صاحب کا بعد تحریر جواب ہذا بٹالہ میں تشریف لانا اور اپنی ملاقات کا ہونا اور حضرت میرزا صاحب سے اس امر کی صحت و تصدیق کرانے کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ بعد اس کے صفحہ ۲۹۱ سے مولوی صاحب نے عصمت انبیا کے مسئلہ کو چھیڑا ہے اور صفحہ ۲۹۸ تک ختم کیا ہے۔ اور عصمت انبیاء کو صرف انہیں امور سے مخصوص ثابت کیا ہے جو تکلیفی اور تبلیغی امور ہیں۔ تکلیفی امور سے وہ احکام شرعیہ مراد لئے ہیں جن کے کرنے یا نہ کرنے پر لوگ مکلف و مامور ہوں۔ اور تبلیغی احکام میں ذاتی افعال انبیاء و اخبار گذشتہ جن کے صدق سے صدق انبیا منصور ہے اور کذب سے کذب۔ داخل کیا ہے۔ باقی زاید امور میں اگر غلطی یا فہم یا تعبیر میں اشتباہ مراد ہو تو اُس کو خلل انداز عصمت نہیں

قرار دیا اور شرح فقہ اکبر صفحہ ۴۴ وغیرہ کی عبارت نقل کی ہے اور آنحضرت صلعم کی بعض
غلط فہمیوں کا ذکر کیا ہے جو فہم الہام میں ان سے سرزد ہوئے ہیں جس سے حضرت
میرزا صاحب کے الہام انگریزی کی ایسی غلط فہمیوں کے اعتراض کو رفع کیا ہے
اور اس اعتراض معترضین انگریزی خواناں سے ان کے دامن کو پاک کیا ہے الہامات
انگریزی کے صحت کے ثبوت میں جسقدر دلایل مولوی صاحب نے دیئے ہیں وہ
اہل انصاف انگریزی خوانوں کی توجہ کے لایق ہیں اور مولوی صاحب نے جیسے
مشاہدہ اور تجربے کے بعد حضرت میرزا صاحب کے ان الہامات انگریزی کو کرامت
اور خرق عادت مانا ہے اور دوسروں کو بھی منوایا ہے جیسا کہ برہمو سماج بابو صاحب
کو - اور خود حضرت میرزا صاحب سے بالمشافہ گفتگو کر کے اور صحت کر کے تسلیم کیا
ہے اور پھر ڈیفنس کیا ہے جس میں امکانی اور تجویزی رائے کا امکان ممکن نہیں
اور درجہ کامل یقین پر پہنچا ہوا اظہار ہے - میرا خیال ہے کہ اگر مولوی صاحب
دیگر واقعات کا بھی تجربہ اور مشاہدہ کرنا چاہتے (درحالیکہ الہامات حضرت میرزا
صاحب کو اخص برکات سے سمجھتے اور اقرار کر چکے ہیں) تو نہایت آسانی سے ہو سکتا
تھا - اور وہ سب امور جن کے مشاہدہ کرنیوالوں کی شہادتوں پر انہوں نے
وثوق کیا ہے اگر مولوی صاحب کو حضرت میرزا صاحب کی جناب میں غالب ارادت
قلبی ہوتی تو ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ہو جانا کیا کچھ مشکل تھا؟ بے شک جو امر جس
طرح مقدر ہوتا ہے اسی طرح ہی وقوع میں آتا ہے کہیں اقرار اور کہیں انکار - ایک

جزو کی نسبت یعنی شہادت سے صحت اور دوسری جزو سے عدم تجربہ و مشاہدہ کی معذوری
عجیب حیرت انگیز ہے۔ اب صفحہ ۲۹۸ سے اعتراض سوم کا جواب مولوی صاحب
شروع کرتے ہیں جس کا ماحصل یہہ ہے کہ مؤلف براہین احمدیہ اپنے الہامات کو حجت
قطعی جانتا ہے حالانکہ علماء اسلام نے الہام غیر نبی کو مطلق حجت نہیں مانا اور
اس کو دلیل شرعی قرار نہیں دیا یہہ جواب بہت مفصل اور طویل ہے اور اسی
جواب پر مولوی صاحب نے اپنے ریویو کا خاتمہ بھی کر دیا ہے۔ چونکہ اس جواب
میں مولوی صاحب نے کوئی اپنی مجموعی رائے اس طرح درج نہیں کی کہ جو کل
مباحث متفرق کے نتیجہ کو ایک ہی دفعہ ظاہر کر دیتے۔ جس جس طرح سلسلہ جوابات
میں سوال در سوال پیدا ہوتے گئے ہیں مولوی صاحب ساتھہ ہی ساتھہ ان کو
طے کرتے گئے ہیں اور یہہ ہی ایک بحث ہے جو بہت بیچ کر مولوی صاحب نے
کی ہے اور اپنے نزدیک اس بحث کو اور اس بحث میں جو سوالات پیدا ہو گئے ہیں
ان کو بہ نسبت دیگر اعتراضات کے زیادہ علمی اور مذہبی سمجھا ہے اور خود بھی نہایت
سوچ کر اس مقام بحث کو بیان کیا ہے اور ناظرین اہل علم کی توجہ کو بھی اس طرف
ضروری سمجھا ہے۔ مگر آخر کار گذشتہ اکابر دین کے حالات و مقالات کے نقل
کرنے سے حضرت میرزا صاحب کے حالات و مقالات کی تصدیق کی ہے۔ اب
ان کل مباحث کا بلفظہ اعادہ کرنا جو ایک دفعہ ریویو میں درج ہو کر شایع ہو چکی ہیں
ضرور نہیں ہے۔ اصل ریویو کے ملاحظہ سے ناظرین شائقین تفصیلاً واقفیت حاصل

کر سکتے ہیں۔ اس جگہ مختصراً واقعات وہ سوالات جو مخالفین حضرت میرزا صاحب نے قایم کیے ہیں درج کیے جاتے ہیں۔ اور پھر مولوی صاحب نے اس بحث طویل میں جو نتیجہ ان کے جواب سے پیدا ہوتا ہے استخراجاً عرض کر دیا جاتا ہے +

سوال (۱) اول ملہم کا الہامات کو حجت قطعی جاننا۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے میرزا صاحب کے قول کا خلاصہ درج کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ مؤلف سے بالمشافہ ان کے الہام کی نسبت کچھ ذکر ہوا تو انہوں نے صاف فرمایا کہ ملہم پر تو اپنے الہام کے موافق عمل کرنا واجب ہے اور لوگ اس کے موافق عمل نہ کریں تو ملہم کو رنج ضرور ہوتا ہے۔ سبحان اللہ اس جگہ تو مولوی صاحب نے الہام حضرت میرزا صاحب کی نسبت بالمشافہ کچھ ذکر ہونے کو خود تسلیم کیا ہے اگرچہ یہہ ظاہر نہیں کیا کہ اپنی تسلی و تشفی کے بارہ میں بھی سوال اٹھایا یا نہیں مگر بہرحال جو کلام اسوقت درمیان آیا ہے۔ اور حضرت میرزا صاحب نے جو تقریر فرمائی ہے جس کا خلاصہ مولوی صاحب نے ریویو میں درج کیا ہے اس کو

مولوی صاحب تسلیم کر چکے ہیں اور اس پر ان کی تسلی کا اطمینان دوسرے شخص کو بھی آسانی سے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اس جواب کو جو حضرت میرزا صاحب نے دیا ہے اپنے نزدیک جایز سمجھتے ہیں اور اس کو واجبی تسلی سے ثبوت میں درج کرتے ہیں۔ اگرچہ اب ان کو اپنے اس خلاف کی کچھ پرواہ نہ ہو اور جوش مخالفت میں حضرت میرزا صاحب کے رنج کا بھی لحاظ نہ کرتے ہوں +

(سوال دوم) ولی اپنے الہام کو کیوں حجت و دلیل سمجھتا ہے اور اس کے منجانب اللہ ہونے کا یقین کر لیتا کیونکر جائز ہے جس حالت میں اس کے الہام میں وسوسہ شیطانی کا بھی احتمال ہے اور اس نظر سے چار ادلہ شرعیہ یعنی (کتاب و سنت اجماع) میں الہام و کشف غیر نبی داخل نہیں +

(الف) ملہم غیر نبی اپنے سب الہامات میں معصوم نہیں ہوتا بعض الہامات میں تلبیس ابلیس کا امکان ہے

(ب) اور وہ خود بھی اپنے ہر ایک الہام پر جب تک ان کا مخالف شریعت نہ ہونا ثابت نہ کرے یقین کرنے کا شرعاً مجاز نہیں +

(ج) اس کا یقین جو اس کو اپنے الہام پر خود بخود
حاصل ہوتا ہے شرعی حکم نہیں +

(د) بناءً علیہ ہر ایک الہام خود اس کے حق میں
بھی ایسی دلیل شرعی جس پر اسلام کا
اتفاق ہو نہیں ہے چہ جائے کہ وہ اوروں
کے حق میں دلیل شرعی قطعی واجب التعمیل ہو +

ان اعتراضات کے جواب میں مولوی صاحب نے الہامی خاندان امرتسری کو لپیٹا ہے اور مؤلف براہین احمدیہ پر جو وہ اعتراض وارد کرتے ہیں اور ان کے دعاوی کو تعجب اور حیرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اور مخالفین اسلام کو جو وہ شرطیں لگا کر خوارق مشاہدہ کرانے کا وعدہ دیتے ہیں اس پر سخت معترض ہوتے ہیں۔ اور اس الہامی خاندان کو بھی جواب دیا ہے۔ اور مولوی صاحب کی بناء در اصل ان چار دعووں پر ہے جو انہوں نے بمقابل ان اعتراضات مندرجہ بالا کے قایم کئے ہیں +

دعوی اول ملہم غیر نبی جو نیکو کار و پرہیزگار ہو نہ فاسق و بدکار اپنے الہامات میں (جو کتاب اللہ کے مخالف نہ ہوں بلکہ موید و موافق ہوں
اور ان میں کذب و گمراہی کا دخل نہ ہو اور ان پر ملہم کو بہہ
تکرار و تائید قایم رکھا گیا ہو تلبیس ابلیس یا وسوسہ شیطانی

سے محفوظ ہوتا ہے +

دعوی دوم اور ان الہامات کے منجانب اللہ ہونے کا اس کو یقین کر لینا اس الہام کا لازمہ ہے اور شرعاً منع نہیں گو اس یقین پر وجہ و دلیل بجز اس الہام کے اور کوئی اس کے پاس نہ ہو +

دعوی سوم اور اس یقین کے موافق اس کو کوئی عمل یا دعوی جس کو شریعت منع نہ کرے کہ ایسا بھی اس الہام کے لوازم سے ہے اور شرعاً منع نہیں گو اس عمل و دعوی کے لیئے شرعی دلیل اس کے ہاتھ میں نہ ہو +

دعوی چہارم یہی الہام اور جو اس سے یقین حاصل ہوا ہے اس ملہم کے حق میں خدا کی طرف سے دلیل ہے۔ گو یہ دلیل ایسی شرعی دلیل نہیں ہے جس پر اور لوگوں کو عمل کرنا واجب یا جایز ہوتا ہے اور نہ ایسی دلیل ہے جس کو عام اہل اسلام دلیل سمجھتے ہیں صرف بعض علماء جو کشف و الہام کا مذاق رکھتے ہیں اس کو ملہم کے حق میں دلیل سمجھتے ہیں +

اس چوتھے دعوی میں مولوی صاحب نے شرعی دلیل ہونا الہام کا واجب و جایز نہیں ٹھہرایا اور نہ عام اہل اسلام کے حق میں اس کو دلیل سمجھا ہے مگر آپ نے اپنے پہلے دعوی کو اس دعوی میں ملحوظ نہیں رکھا۔ کیا وجہ ہے کہ

جب ملہم کا الہام جس پر بینات سے قایم کیا گیا ہو اور اس کا دعوی ہو کہ یہہ الہام کتاب اللہ کے مخالف نہیں ہے بلکہ موید و موافق ہے اور کذب و افترا کا دخل بھی نہ ہو اور تلبیس ابلیس یا وسوسہ شیطانی سے بھی محفوظ ہو تو شرعی حجت نہ قرار دیا جاوے اور عام اہل اسلام کے حق میں وہ کیوں دلیل نہیں ٹھہر سکتا۔ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ حضرت میرزا صاحب کو اپنے الہام مثیل المسیح ہونے پر مولوی صاحب کے دعوی اول کے قایم کردہ الفاظ سے مطابقت ہے اور وہ اپنے اس الہام کو بے شک و شبہ ایسا ہی سمجھتے ہیں اور ثابت کرنے کو تیار ہیں بہر حال یہہ ہر چہار دعاوی مولوی صاحب نے بہ قیاس خود قرار دیکر پہلے آیات قرآنی سے استدلال کیا ہے۔ اور وہ دلایل دعوی اول پر قایم کی ہیں اور یہہ ثابت کیا ہے کہ اولیاء اللہ اپنے اُن الہام میں جن پر وہ قایم و دایم رہیں تلبیس ابلیس سے محفوظ ہوتے ہیں۔ مگر اس خیال سے کہ مولوی صاحب کے عینی بھائی اہل حدیث یہہ سوال کریں کہ پہلے کس نے ولی غیر نبی کو معصوم و محفوظ کہا ہے۔ چند اقوال علمائے سابقین کے پیش کئے ہیں۔ پہلا حوالہ عالم نبیل فاضل جلیل مولانا محمد اسمعیل شہید علیہ الرحمۃ کی رسالہ منصب امامت و صراط مستقیم کا دیا ہے جس میں اُنہوں نے کاملین اولیاء اللہ کو ہر قول و فعل الہام و اعتقاد میں معصوم بنایا ہے۔ اور اس حصہ عصمت میں ان کو وارث انبیاء ٹھہرایا ہے۔ الفاظ ہر قول[1] و فعل[2] و الہام[3] و اعتقاد[4] پھر مولوی صاحب نے بھی یک

حاشیہ چڑھایا ہے کہ ہم نے تو احتیاطاً گے ساتھ قیدیں لگا کر ان کو محفوظ بتایا تھا۔ مولانا مرحوم نے ان قیدوں کا بھی اظہار نہیں فرمایا۔ پھر مولوی صاحب نے رسالہ منصب امامت کے صفحہ ۳ سے ۴۲ تک کے ملاحظہ کئے جانے کیطرف اشارہ کر کے اس کے چالیس صفحہ کا خلاصہ نقل کیا ہے جو عصمت اولیا کے باب میں خاصکر اس رسالہ میں فرمایا گیا ہے۔ ان حوالہ جات میں ایسے ایسے اصولی کمالات بیان ہوئے ہیں کہ جن کے دیکھنے کے بعد حضرت میرزا صاحب کے الہامات و کمالات میں جن کی تصدیق و ثبوت کے واسطے یہہ حوالہ درج ہوئے ہیں کوئی شبہ نہیں رہتا۔ اور اتفاقاً یہہ حوالہ جات حالات حضرت میرزا صاحب ایسے قریب تر واقع ہوئے ہیں کہ کچھہ حرف گیری کا موقع نہیں رہتا۔ صفحہ ۱۳۵ سے پھر مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم کا ایک فتویٰ مولوی صاحب نے نقل کیا ہے۔ جس میں شاہ صاحب مرحوم نے اپنے والد جناب فخر المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کی تفہیمات الٰہیہ سے عصمت و وجاہت و حکمت وغیرہ غیر انبیاء کو ثابت کیا ہے۔ صفحہ ۱۴۳ تک برابر یہہ حوالہ درج کر کے۔ دلایل دعویٰ دوم مولوی صاحب نے شروع کی ہیں۔ اور یہہ ثابت کیا ہے کہ جیسا انبیا علیہم السلام کو سوائے وحی یا الہام کے کوئی نہیں بتاتا تھا کہ رحمانی ہوں اور وسوسہ شیطانی نہیں ہوں اور یقین بھی خود ہے اس سے ہوتا تھا ایسا ہی الہام اولیا مدار شان انبیا کو سمجھنا چاہیئے +

آفتاب آمد دلیل آفتاب - بعد ازیں دلایل دعوی سوم مولوی صاحب نے بیان
کئے ہیں عقلی دلیل یہہ ہے کہ خود دعوی اس یقین کا لازمہ ہے - جسکو عید کا چاند
نظر آتا ہے وہ کیونکر اور کب تک اسکو چھپا سکتا ہے اور نقلی دلیل میں حضرت خضر علیہ
السلام اور حضرت موسی علیہ السلام کی ولد کے قصہ کی طرف حوالہ دیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ ملہم کو اپنی
الہامات پر بلا توقف وانتظار عمل کرنا جائز ہے - کسی آیت وحدیث میں یہہ نہیں
آیا کہ جب تک ولی اپنے الہامات کی تائید موافقت کتاب آسمانی نہ پاوے اس
الہام پر عمل نہ کرے قرآن وحدیث سے صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ جو امر خلاف سنت
ہو اسپر عمل نہ کیا جاوے - پھر اس زمانہ میں ملہم کو اپنے الہام کے موافق عمل یا دعوی
(جسکو شریعت وکتاب آسمانی منع نہ کرے) کیوں ناجائز ہے - حضرت مولوی صاحب
اپنے جوش مخالفت کو ذرہ یکسو کر کے اگر آپ انصاف سے غور فرماوینگے تو حضرت مثیل
المسیح کے دعوی مثیلت کو بھی جن معنی کر کے وہ بیان کرتے ہیں نہ شریعت نہ کتاب
آسمانی کوئی منع نہیں کرتی تو پھر اس زمانہ میں انکو اپنے الہام کے موافق عمل یا دعوی
کیوں ناجائز ہے کل الہامات وبشارات کتاب براہین احمدیہ کی تصدیق تو آپ کر
ہی چکے ہیں - اب یہہ جدید الہام بھی دراصل قدیم ہے اور انہیں الہامات میں سے ہے جنکو آپ
اقص برکات تصور فرما لیتے ہیں تو اسکی تسلیم میں کیوں آپ رک گئے ہیں اور اپنے
تسلیم کردہ اور مشہود کردہ راہوں سے بھی کنارہ گزیں ہو رہے ہیں اور پرائیویٹ
مراسلات شائع کردہ کی اعتراضی نوٹوں میں اب آپ حضرت مرزا صاحب کو

یہہ کہتے ہیں اگر یہہ الہام ہوا تھا تو ظاہر کیوں کیا - اور پہلے خود ہی دعویٰ کرنے
کو جائز قرار دیچکے ہیں نشان زدہ الفاظ کو ناظرین ملاحظہ فرمالیں - پھر صفحہ ۲۹
سے دلائل دعویٰ چہارم شروع کی ہیں اور اسکی متعلقہ دلائل کو امور سہ گانہ
پر تقسیم کیا ہے پہلے تو کتاب[۱] وسنت[۲] اجماع[۳] اور قیاس[۴] چاروں دلیلوں
کو جن پر بالکل حصر کیا جاتا ہے ولی اللہ کے مقابل میں توڑا ہے اور پھر علماء
مفسرین سابق کے مقالات سی یہہ ثابت کیا ہے کہ جو لوگ ادلۂ شرعیہ کا
حصر چار دلائل پر کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں - اور بعض محدثوں اور صوفیوں
کے اقوال نقل کئے ہیں جنہوں نے الہام وکشف غیر نبی کو برخلاف کتاب وسنت
اجماع وقیاس کی حجت مانا ہے اور کئی مسائل بھی بیان کئے ہیں جن میں اکثر
سلف نے الہام وکشف پر برخلاف ان چار اصول کے عمل کیا ہے - اور امام
عبد الوہاب شعرانی کی میزان کبری میں سے کئے حوالے صفحہ وار درج کئے ہیں -
چنانچہ صفحہ ۴۴ سے یہہ حوالہ بھی نقل کیا ہے - کہ بہتیری اولیاء اللہ سی مشہور
ہو چکا ہے کہ وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عالم ارواح میں یا بطور کشف
ہم مجلس ہوئے ہیں اور انکے ہم عصروں نے ان کے دعوے کو تسلیم کیا - چنانچہ
شیخ جلال الدین سیوطی کا نام منجملہ ایسے اماموں اور محدثوں کے پیش کیا ہے
اور انکا ایک ذکر بھی درج کیا ہے - جو امام شعرانی اپنا چشم دید واقع بیان
کرتے ہیں - چنانچہ امام شعرانی کہتے ہیں کہ میں نے ایک ورق شیخ جلال الدین

سیوطی کی دستخطی انکی صحبتی شیخ عبدالقادر شاذلی کے پاس ہے یا جو کسی شخص
کے نام خط تھا جس لئے ان سی بادشاہ وقت کی پاس سفارش کی درخواست
کی۔ انہوں لے جواب میں کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
تصحیح احادیث کے لئے جنکو محدث ضعیف کہتی ہیں حاضر ہوا کرتا ہوں چنانچہ
اسوقت تک پچہتر دفعہ حالت بیداری ہیں حاضر خدمت ہو چکا ہوں اگر مجھے
یہہ خوف نہوتا کہ بادشاہ وقت کی پاس جالنے کے سبب حضوری سی روکا جاؤںگا
تو قلعہ میں جاتا اور تمہاری سفارش کرتا۔ اسکے بعد مولوی صاحب نے شیخ محی الدین
ابن عربی کے فتوحات مکیہ کا ذکر کرکے اہل ولائت کی بذریعہ کشف احکام
پوچھنے کی خاص ایک باب کا حوالہ دیا ہی اور حضرت شیخ صاحب کی یہہ عبارت
نقل کی ہے کہ ان میں سے جب کسیکو کسی واقع میں حدیث کی حاجت پڑتی
ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو جاتا ہے
پھر جبرئیل علیہ السلام نازل ہوتے ہیں اور آنحضرت جبرئیل سی وہ مسئلہ
جسکی ولی کو حاجت ہوتی ہے پوچھ کر اس ولی کو تبا دیتی ہیں جسکو وہ ولی
سنتا ہے اور یاد کرلیتا ہی جیسے آنحضرت سی جبرئیل لے ایمان و اسلام کا سوال
کیا تھا اور آنحضرت لنے اسکا جواب دیا تھا اور صحابہ لنے یاد کرلیا تھا۔ شیخ ابن عربی
لنے فرمایا ہے کہ ہم اس طریق سے آنحضرت سی احادیث تصحیح کرالیتے ہیں بہتسی
حدیثیں ایسی ہیں جو اس فن کے لوگوں کی نزدیک صحیح ہیں اور وہ ہماری نزدیک

صحیح نہیں۔ اور بہتری حدیثیں اِن کے نزدیک موضوع ہیں اور آنحضرتؐ کے
قول سے بذریعہ کشف صحیح ہو جاتی ہیں۔ اسکے بعد مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ اس قسم
کے مسائل و احادیث جسکی تصحیح ابن عربی نے آنحضرتؐ سے کرائی ہے فتوحات میں
بہت مذکور ہیں اور فتوحات مکیہ میں یہہ بھی فرمایا ہے کہ اہل ذکر و خلوت پر وہ
علوم لدنیہ کھلتے ہیں جو اہل نظر و استدلال کو حاصل نہیں ہوتے اور یہہ علوم
لدنیہ اور اسرار و معارف انبیاء اور اولیاء سے مخصوص ہیں۔ اور جنید بغدادی
سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ۲۰ سال اس درجہ میں رہ کر یہہ درجہ حاصل کیا ہے۔
اور ابو یزید بسطامی سے نقل کیا ہے کہ تم (علماء ظاہر) نے علم مردوں سے لیا ہے
ہمنے خدا زندہ قائم سے۔ پھر صفحہ ۱۸۳ میں مولوی صاحب نے حضرت شاہ ولی اللہ
قدس سرہ رئیس المحدثین ہند کا اپنی متعدد تصانیف میں الہام و کشف
پر اعتماد کرنا اور اسے دلیل پکڑنا لکھا ہے چنانچہ مولوی صاحب نے حضرت شاہ صاحب
مرحوم کے رسالہ درثمین فی مبشرات النبی الامین و رسالہ انتباہ فی سلاسل
اولیاء اللہ سے ایک واقعہ نقل کیا ہے جسکو شاہ صاحب مرحوم نے بسند مستقل
شیخ محمدؐ بن عبد الرحمن الخطاب شارح مختصر خلیل سے روایت کیا ہے اور
وہ یہہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم عارف باللہ شیخ عبد المعطی تونسی کے ساتھ آنحضرت
حضرت صلعم کی زیارت کے لئے گئے جب ہم آں حضرت صلعم کے روضہ کے
کے قریب ہوئے تو پاپیادہ ہوئے پس شیخ عبد المعطی چند قدم چلتے اور پھر

کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ روضہ مبارک کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کچھ بولے
جسکو ہم نہ سمجھے جب ہم وہاں سے پھرے تو ہم نے ان سے توقف کا سبب پوچھا
انہوں نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلعم سے حاضر خدمت ہونیکا اذن چاہا تھا آپ
نے فرمایا تب میں آگے ہوا پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو
کچھ آپ سے امام بخاری نے روائت کیا ہے وہ سب صحیح ہے میں آپ کی طرف سے
اسکو روائت کروں آپ نے فرمایا ہاں صحیح ہے تو میری طرف سے اسکو روائت کر سبحان
اللہ بخاری شریف کا یہہ پایہ ہے۔ بے شک کسی کتاب حدیث کو ایسی عزت حاصل
نہیں ہوئی جیسی بخاری شریف کو۔ اور اس امام بزرگ عاشق حدیث نے صرف
وہ حدیثیں حضرت مثیل المسیح کی تصدیق میں جن سے صاف طور پر دعوی حضرت
مثیل المسیح کی تصحیح ہوتی ہے بیان فرما کر باقی موضوعات یا دیگر احادیث غیر مستند
اور غیر معتبر سے اپنی صحیح کو پاک رکھا ہے اور یہی وجہ ہے کہ دربارہ آں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کتاب کو قبولیت کا تاج ملا ہے اسکے بعد مولف صاحب
دراسات کچھ حوالے درج کرتے ہیں اور اس مضمون کی ان حکایات میں سے
جو اس کتاب کی صفحہ ۳۰۹ سے ۳۱۲ تک بروایات عارفین کاملین بیان ہوئی ہیں جن
میں اہل اللہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کی صحت دریافت کرنا پایا جاتا ہے
ایک ولی کی حکائت بھی نقل کرتے ہیں کہ وہ ایک فقیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور
فقیہ نے ایک حدیث بیان کی تو اس ولی نے کہا کہ یہہ حدیث جھوٹی ہے فقیہ نے

پوچھا تم نے یہہ کہاں سے جانا - اس ولی نے کہا یہہ دیکھہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیرے سر پر کھڑے فرما رہے ہیں کہ یہہ حدیث میں نے نہیں کہی اسوقت اس فقیہ کو بھی کشف ہوگیا اور اس نے آں حضرت کو کھڑے ہوئے دیکھہ لیا - اور انہیں حالات کی تائید میں اخیر مولوی صاحب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید علیہ الرحمہ کی کتاب صراط مستقیم کے صفحہ ۳۰ سے ایک اور حوالہ درج کر کے لکھتے ہیں کہ اب ہم اس بحث (سوالات وجوابات) کو ختم کرتے ہیں کیونکہ اس بحث میں اگرچہ صراحتہً و قصداً حرف تیں سوالوں منقولہ نمبر ۶ کا جواب دیا گیا ہے مگر تبعاً وضمناً اور بہت سی اعتراضوں کا جواب بھی اس میں ادا ہوا بلکہ غور وتامل سے کام لیا جاوے تو کوئی اعتراض ایسا نہیں رہا یا یوں کہو کہ ایسا اعتراض کم ہوگا جسکا جواب اس بحث سے نہ نکل سکے گا لہذا اب ہم اس بحث کو طول نہیں دیتے اور اس ریویو کا تتمہ چند امور اور بیان کرتے ہیں بے شک جناب مولوی صاحب آپ کا جامع نافع ریویو ایسی ہی کمالیت کا مستحق ہے اور بھی رای اس ریویو کی نسبت موزوں ہی جو آپ نے خود تحریر فرمادی ہے - بے شبہ معترضیں حالات والہامات حضرت مرزا صاحب مسیح الزمان امام دوران کی مقابل میں کوئی اعتراض ایسا نہیں رہا جسکا جواب آپ نے نہیں دیدیا یا یوں کہو کہ ایسا اعتراض کم ہوگا جواب اس بحث سے نہ نکل سکیگا - لہذا - اب مثیلت مسیح کا دعوی جو حضرت مجدد الوقت مولف براہین احمدیہ نے کیا ہے - اور جو اعتراض اسپر کئے جاتی ہیں وہ آپ کی اس بحث سے من وعن طے ہوگئے ہوئی ہیں اور کوئی اعتراض وہائی

مثلیت مسیح پر جس کا مثیل المسیح کو دعوےٰ ہے ایسا نہیں رہا جو آپ نے اپنے حامیانہ جوش کے مقابل باقی قابل جواب رکھا ہو۔ مگر آپ خوف ہی تو صرف یہی ہی کہ آیا اپنی اس تحدی کو جوش مخالفت میں آپ خود یہی تسلیم کرنا گوارا کر لیتے ہیں یا نہیں مگر آپ نے تو انکار کر دیا چنانچہ حضرت مرزا صاحب کی خط نمبر ۴ کے جواب میں جو آپ نے خط نمبر ۴۸ بھیجا ہی اور پرائیویٹ مراسلت شائع کردہ کی صفحہ ۴۶ و ۳۶۶ پر حضرت مرزا صاحب کی عبارت جس سے انہوں نے آپ کو قایل کیا ہی وہ اور آپ کا جواب درج ہے۔ آپ علانیہ اس تحدی سے دست کش ہو گئے ہیں۔ اور آپ نے خط ۱۲۰ مندرجہ صفحہ ۳۸۳ و ۳۸۴ میں بہت جوشش و خروش خلاف واقعہ دکھلا کر حضرت مرزا صاحب کی جواب میں خلاف مسلمہ اصول اس ریویو کی بے باکانہ کلام کیا ہی بے شبہہ حضرت مرزا صاحب نے مسیح تحریر فرمایا ہی کہ آپ انکی مثلیت مسیح کو جن معنی سے انہوں نے اب دعوی کیا ہے مان چکے ہیں اور حضرت موصوف کا یہہ آپ کو لکھنا راست بلا کم و کاست ہے۔ "کہ درحقیقت ان رسالوں میں کوئی نیا دعوی نہیں کیا گیا بلکہ بلا کم و بیش یہہ وہی دعوی ہے۔ جسکا براہین آحمدیہ میں بھی ذکر ہو چکا ہی جسکی آں مکرم اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں امکانی طور پر تصدیق کر چکے ہیں۔ پھر متعجب ہوں کہ اب پھر دوسری مرتبہ آں مکرم کو لکھنے کی حاجت ہی کیا ہے۔ کیا وہی کافی نہیں جو پہلے آں مکرم نمبر ۶ جلد ۷ میں تحریر فرما چکے ہیں جب کہ اوّل سے آخر تک وہی دعوی وہی مضمون وہی بات ہی تو پھر آپ جیسی محقق کی نگاہ میں

نا معلوم ہو کسقدر تعجب ہے "مولویصاحب یہہ تحریر مرزا صاحب کی نا حق آپ کو ناگوار
گذری روحانی مماثلت کو تو آپ بے شک مان چکے ہوئے ہیں چنانچہ عاجز راقم کی
اس تحریر کے دیکھنے والوں کو خود پتہ لگ جائیگا اور آپ بہی اگر انصاف کرینگے تو
یقین کر لینگے کہ درست ہے معاذ اللہ حضرت مرزا صاحب نے غلط نہیں لکھا اور نہ
دلیرانہ مغالطہ دیا جیسا کہ آپ مراسلت شائع کردہ کے اعتراضی نوٹ میں ظاہر کرتے
ہیں کہ کیسقدر دلیرانہ مغالطہ ہے - اور پہر اپنی قلم درافشاں سی یہہ مصرع بہی تحریر کر
دیا ہے - چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد ٭ ہر ایک اہل انصاف بعد ملاحظہ
اس تحریر کے آپ کی اس شیرین زبانی کی داد دیگا - سبحان اللہ آپ کا یہہ دلیرانہ
انکار - یہہ حق پوشی - اس مصرعہ کے کہنے پر بے شک معذور و مجبور کرتی ہے
کہ چہ دلاورست شوخے کہ زحق فراغ دارد - اس کے بعد مولویصاحب اسی ریویو
کا تتمہ چند امور بیان کرتے ہیں - اور امر اول ہیں تو مولوی صاحب یہہ ظاہر کرتے ہیں
اوّل یہہ کہ یہہ الہامات اور انکی تاویلات حد امکان اور تجویز عقل سے خارج نہیں
دوئم یہہ کہ وہ شرع کے مخالف نہیں - فعلی ثبوت و تحقیق ان الہامات کی شہادت
ہم نے نہیں دی - نہ خصوصیت کے ساتھ کسی خاص ولی کی الہامات اور حالات کی
کوئی شہادت دی سکتا ہے - جب تک اسکو ذاتی تجربہ نہو یا وہ خود ملہم و ولی نہو اور
بحکم ولی را ولی می شناسد اپنی وجدانی شہادت سی اسکے صدق و تحقق کا
اسکو یقین نہ ہو - ہم کو مولف براہین احمدیہ سے صرف حسن ظنی ہے ہم انکو سچا

جانتے ہیں اور ان کے بیان کو عقل اور شرع کے مخالف نہیں سمجھتے لہذا ہم نے
بالفعل اسی قدر امکانی اور تجویزی رائے دی ہے۔ ہمکو بجز اخوت اسلامی کوئی خصوصیت
مولف براہین احمدیہ سے نہیں۔ اے با انصاف ناظرین مولوی صاحب
کی وہ رائیں جو رد و انکار معترضین و مکفرین حضرت مرزا صاحب ہیں انہوں نے درج
ریویو کی ہیں اور تصدیق الہامات حضرت مرزا صاحب میں خامہ فرسائی کی ہے۔ اور جو
عبارات کی عبارات حالات حضرت مرزا صاحب میں بہ تحریر شواہد نقلی و عقلی درج فرمائی
ہیں آپ ملاحظہ کر لیں۔ اب ان سب کی نسبت مولوی صاحب کی یہ رائے آخری
ہے کہ وہ سب امکانی اور تجویزی ہیں۔ اگرچہ جابجا پہلے بھی مولوی صاحب کے ان خانہ
ساز بے معنی قیود کا ذکر آچکا ہے۔ مگر اب آخیر پر چونکہ مولوی صاحب کے قلم سے یہ
آخری الفاظ امکانی اور تجویزی بعد تحریر ریویو ایک اڈیٹرانہ پیش بندی کی لحاظ
سے نکلے ہیں اور اب وہ اس خط و کتابت میں جو مابین حضرت مرزا صاحب و مولوی
صاحب واقع ہوئی ہیں اور جس کو انہوں نے چھپوا کر شائع کیا ہے ان الفاظ کو
اپنے حق میں ایک سند اس امر کی سمجھتے ہیں کہ گویا انکا ریویو یقینی اور قطعی نہیں
تھا اور گویا جس زور شور سے انہوں نے حمایت و تائید حضرت مرزا صاحب میں
کلام کیا ہے اور پرزور دلائل کے ساتھ اخص برکات الہامات کی تشریحات کر کے
حضرت مرزا صاحب کی ذات کو سب الزامات سے پاک کیا ہی اب وہ کمزور ثابت کرتے ہیں،
انصاف پسند ناظرین کے سامنے حقیقت اور اصلیت کی لحاظ سی کچھ عرض کیا جاتا ہے

اس سے میری یہہ غرض نہیں ہے ۔ کہ میں خواہ مخواہ یہہ ثابت کرنے کو کوشش کروں
کہ اگر مولویصاحب ہی حضرت مرزا صاحب کی مصدق ہوں تو ہی انکی صداقت اور راست
بازی اور جس امر پر وہ مامور ہوئے ہیں ۔ اسکی قدر لوگوں کی دلوں میں پیدا ہو سکتی
ہے معاذاللہ استغفراللہ یہہ تو ایک خام خیالی اور عقل سلیم کے نزدیک قابل تسلیم بات
نہیں مامور کو امر آمر سے اور صادق کو اپنے صدق سے غرض ہے کسی راست باز
اور صادق نے یہہ کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی خیال نہیں کیا کہ کوئی سنتا ہے یا
نہیں اور انکی بات کوئی مانتا ہے یا نہیں انہوں نے مخالف و موافق کی کچھ پرواہ نہیں
کی جو امر انہیں سپرد ہوا ہے اسکی بجا آوری میں شب و روز معروف رہ کر اشاعت
حق انہوں نے اپنا فرض سمجھا جنکو ہدایت نصیب ہونی تھی ہو گئی اور جو گمراہی کے
چکر میں پھنسے وہ اپنی سرگردانی میں ہی گند گئے ۔ حضرت مرزا صاحب کا وجود مبارک
کسی ماؤشما کی تصدیق و تائید کا محتاج نہیں ۔ اس ملہم مجدد و محدث مثیل المسیح کا
خود خدا یار و مددگار ہے ۔ جس خالق نے اپنے مخلوق کی بہتری اسکے ذریعہ سے
چاہی ہے وہ اسکی حمائت میں ہے اور جس محبوب رب العالمین فخر اولین و
آخرین کی امت کی اصلاح و فلاح کا بیڑا اس پاکباز نے اٹھایا ہے خود اسکا نور
اسکے سینہ میں چمک رہا ہے ۔ اور اس محبوب رب العالمین کے اعلے درجہ کی محبت
سے بھرا ہوا ہے تو پھر کسی دوسری کی حمائت و نصرت کی وہاں کیا حاجت ہے مگر مجھے
یہاں صرف قدرت خداوندیکا اظہار کرنا ہے اور اہل انصاف ناظرین کو جتادینا ہے

کہ جب وہ احکم الحاکمین کسی اپنے پیارے بندے کی نصرت و حمایت کرانا چاہتا ہے تو انہیں سے وہ امر ظہور میں آجاتا ہے جن کا دل خود منزل یقین پر پہنچا ہوا نہیں ہوتا۔ اور صادقوں کی صدق کا اضطرار ایسا غلبہ ان پر ہو جاتا ہے کہ بے ساختہ اور خواستہ اور ناخواستہ وہی زبان و قلم سے نکل جاتا ہے جو راست بازوں کے شان کے شایان ہوتا ہے وہ پیش بندی کر کے ہزار امکانی اور تجویزی فیصلہ دیا کریں مگر حق بین اور انصاف پسند آنکھیں اصل مقصود کو تاڑ جاتی ہیں اور جنکی ہدایت یا رہوتی ہے وہ پھر تجربے اور مشاہدے سے بھی وہی اثر لیتے ہیں جو ارادت ولی کے ساتھ انکو کسی کی تحریر و تقریر سے پہلے پیدا ہوتا ہے - یہہ ایک مانا ہوا سچا مقولہ ہے اینجا تا ارادت نیاری سعادت نبری یہہ خدا کی شان ہے ؎ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد -

بھلا جب مولوی صاحب نے یہہ ریویو لکھا تو وہ حسن ظنی حضرت مرزا صاحب کی جناب میں رکھتے تھے - اگرچہ اب اس حسن ظنی کو واپس لیتے ہیں جیسا کہ مراسلت شائع کردہ میں انہوں نے اس حسن ظنی سے بھی ہاتھ اٹھایا ہے اور اپنی عالمانہ جوش مخالفت میں ظاہر کر دیا ہے کہ دلی محبت اور قلبی ارادت وہ کسی سے بھی نہیں رکھتے جب تک کچھ غرض ملحوظ خاطر ہوئی یا کسی امید موہوم کا سہارہ رہا - یا عام قبولیت کسی بزرگ کی دیکھی تو مداح رہے - جب اسکے برخلاف اپنی رائے کا رنگ جمانا چاہا اور دوسرے پہلو سے شہرت دنیوی کا خیال پیدا ہوا تو جھٹ رخ پھیر کر اور منہہ موڑ کر سب خوبیوں کو خیر باد کہدیا - اور ایمان اسلام کی بھی کچھ پرواہ نہ کی اگر مدعیان علم اور ہوا خواہان

امت کا یہہ حال ہے تو پھر بیچارے عامیوں کا اللہ ہی حافظ ہے خیر اب چاہی مولوی
صاحب اس حسن ظنی سے ہاتھ اٹھاویں۔ مگر اسوقت انہوں نے تو صرف حسن ظنی پر ہی
اکتفا کر کے ریویو یقینی اور قطعی شہادتوں اور دلائل سے بہرا ہوا لکھہ مارا۔ اگرچہ
وجدانی شہادت انکو حاصل نہیں ہوئی کاش اس حسن ظنی کو وہ بمنزلہ یقین
پہنچا لیتے تو انکو امکانی و تجویزی الفاظ کی پیش بندی کرنیکی ضرورت نہ رہتی مگر
ریویو کے زور دار تائیدی الفاظ سے ثابت ہوتا ہی کہ اس صداقت و حقانیت کا غلبہ ایسا
ہوا کہ مولوی صاحب قلم اٹھالنے پر معذور و مجبور ہو گئے۔ پھر بہی اگر مولوی صاحب کی یہہ
تجویزی اور امکانی الفاظ کچھ موثر ہیں تو ان کے ذاتی تجربے اور مشاہدے اور
اپنی وجدانی شہادت پر۔ نفس الہامات حضرت مرزا صاحب اور انکی دعاوی کے
تسلیم کر لینے میں کوئی شرعی وعقلی امر انہیں مانع نہیں چنانچہ وہ خود تحریر کرتے
ہیں کہ مولف براہین احمدیہ سے صرف حسن ظنی ہے اسلئے ہم ان کو سچا جانتے ہیں
اور ان کے بیان کو عقل اور شرع کی مخالف نہیں سمجھتے۔ مولوی صاحب حضرت مرزا
صاحب کے بیان کو عقل اور شرع کے مخالف نہ ہونا تو تسلیم کر لیا اور اسپر تو کوئی
پہرہ امکانی اور تجویزی الفاظ کا نہیں بٹھایا اور کوئی قید نہیں لگائی اگر کوئی
قید ہے تو انکی ذاتی تجربے اور مشاہدے پر ہے مگر کسی طالب صادق کے لئے انکا
ذاتی عدم مشاہدہ اور عدم تجربہ دلیل نہیں ہو سکتا اور نہ یہہ کسی کے حق میں حجت ہی کہ اگر ان کو ذاتی
تجربہ اور مشاہدہ اور وجدانی شہادت نصیب نہوئی نہیں معلوم اس کا کیا سبب
ہے مولوی صاحب خود جانیں یا عالم الغیب جانے) تو کسی اور کو بھی یہہ سعادت نہ ملے

وہ تو خود ولی بنکر ہی یہہ شہادت وجدانی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور خود ملہم بنکر حضرت
مرزا صاحب کی صداقت کا اقرار کرنے پر اڑے ہوئے معلوم ہوتی ہیں خدا سے دعا ہے
کہ وہ انہیں یہہ دولت نصیب کرے اور ظاہری علم پر اترانے اور فخر کرنیکا حجاب
دور کرے اور انکو وہ آنکھ بخشے جس سے حضرت مرزا صاحب مسیح الزمان کی مراتب کو دیکھیں
اور انکے دماغ میں وہ روشنی ڈالے جس سے وہ اس راستباز ملہم کی دعوی کو سمجھکر استہزا
اور طفلانہ مسخری سے رک جاویں اور مولوی صاحب کا یہہ مقولہ جو انہوں نے خود لکھا
ہے راست آوے کہ ولی را ولی می شناسد - مگر اتنا عرض کیا جاتا ہے کہ اس دولت
کے حاصل کرنیکے لئے انتہا درجہ کی عزت اور مسکینی اور خاکساری و شکستہ دلی اور
ریا تکبر اور نمود سے بالکل علحدگی درکار ہے - یہہ ضد اصرار اور نفرت انکار ہی ایک سخت
حجاب ہے جو مہجور کیا باعث رہا ہے اور رہے گا اور صاف بات یہہ ہے کہ جب تک فخر اسلام
ولی زمانہ کے قدم صدق و ارادت سے نہ لئے جائیں ولائت کی نعمت ملنا محال ہے -
ظاہری علوم کی دیوار کو پیش نظر رکھ کر اڑ جانا محرومی کی دلیل ہے اور باوجود اقرار
و تسلیم حالات اہل اللہ کے امکانی اور تجویزی الفاظ کا پہرہ بٹھانا انکار و اصرار کی زیادتی
کا موجب ہے - بیشک یہہ ظاہری علوم کے پابند علما مردوں کے شاگرد ہیں اور
مردہ ہیں اور بقول حضرت مرزا صاحب جو آپنے مولوی محمد اسمعیل ساکن علی گڈہ کی بابت
اپنے اس عطاء و فیض الہی کے مقابل یہہ جملہ فرمایا کہ آپ کی عالمانہ عظمت اور
ہیبت سے میں ڈر گیا ہوں تو اسکے جواب میں آپ یقیناً سمجھیں کہ جو لوگ

تاریکی اور نفسانی ظلمتوں میں مبتلا ہیں اگر وہ دنیا کے تمام فلسفہ اور طبعی کے جامع بھی ہوں تب بھی میری نگاہ میں میرے ہوی کیڑے سے ان کی زیادہ وقعت نہیں۔ بالکل پسح اور سراپا راست ہے۔ ان ظاہری عالموں کی کب یہہ شان ہے۔ یہہ بیشک مردے ہیں اور زندہ خدا سے علم پانے والے عالم زندہ جاوید ہیں۔ افسوس ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی اس کلام پر بھی اعتراض کیا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کے خط نمبر ۶ میں جو حضرت موصوف نے اپنا عجز ان الفاظ سے ظاہر کیا ہے۔ اور مولوی صاحب کو حضرت موصوف لکھتے ہیں آپ کی معلومات حدیث میں بہت وسیع ہیں یہہ عاجز ایک امی اور جاہل آدمی ہے نہ عبادت ہے نہ ریاضت نہ علم نہ لیاقت غرض کچھ بھی چیز نہیں۔ اسپر حاشیہ چڑھا کر طنز اً مولوی محمد اسمٰعیل ساکن علی گڈھ کے مقابلہ کی عبارت درج کی ہے ؎ چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد۔ اب چونکہ مولوی صاحب کو مخالفت کی ہی پڑ گئی ہے حضرت مرزا صاحب کے عجز سے بھی انکے تکبر اور نخوت کا سر اونچا ہوتا جاتا ہے اور خواہ مخواہ سیدہی سادی عاجزانہ الفاظ کو بھی بُری محل اور خلاف پیرایے پر لیجاتی ہیں۔ اجی مولوی صاحب ذرا غور تو کیجیے محمد اسمٰعیل کے مقابلہ پر کب حضرت مرزا صاحب نے اپنی ظاہری علوم کی ہمہ دانی پر فخر کیا ہے۔ اور آپ کی مقابل ہیں کب اس ہیچمدانی دانش و علم کی بابت انہوں نے گفتگو کی ہے وہ تو اوس روشنی اور نور کے مقابل میں جو خاص اللہ کیطرف سے انہیں عطا ہوا ہی۔ یہہ فرماتی ہیں کہ جو لوگ تاریکی

اور نفسانی ظلمتوں میں مبتلا ہیں اگر دنیا کے تمام فلسفہ طبعی کے جامع بھی ہوں
تب بھی میری نگاہ میں ایک مری ہوی کیڑی سے انکی زیادہ وقعت نہیں - اس
بے مغز دانش و علم کا تاج حضرت مرزا صاحب آپ کے سر رہی مبارک سمجھتے ہیں واہ
مولویصاحب آپنے ایک سیدہی سادہی عبارت کا مطلب بھی خوب سمجھا اگر یہی علم
ہے تو ولی ملہم ہونا محال ہے - سہ انکار سے نہ پائیگی روح زندگی کبھی - انکو مسیح
سے بھی سعادت نہیں ملی اوس علم کے مقابلے میں جو خاص اللہ نے
حضور مثیل المسیح کو بخشا ہے وہ سب دنیا کے عالموں کو کیا آپ اور کیا محمد اسمٰعیل
اور کیا کوئی اور سب کو یہہ سناتی ہیں سہ گر علم خشک و کوری باطن نہ رہ زدے
ہر عالم و فقیہہ شدی ہمچو چاکرم - علم آنبود کہ نور فراست رفیق اوست ٭ ایں علم تیرہ را بپشیزی نمی خرم
افسوس ہے نافہمی سے آپ نے کیا کیا معنے اور خلاف محل حقلاً اعتراض حضرت مرزا صاحب کی پاک اور محبت بھری پرائیویٹ خطوط کو
شائع کر کے کئے ہیں اگرچہ کہیں کہیں ضمناً ان اعتراضوں کا بیجا اور بے محل ہونا اس تحریر
میں ظاہر کر دیا گیا ہے مگر چونکہ آپ نے ریویو کرنے کا عزم مصمم کر لیا ہے اور حسب عادت
قدیمہ نقل عبارات سے آپ کئی صفحہ سیاہ کرینگے اسکے جواب میں انشاء اللہ تعالیٰ اعتراضوں
نوٹوں کی اصلیت کھول دیجائیگی - آپ حضرت مرزا صاحب کے سامنے مدعیانہ
کھڑے ہوئے ہیں لیکن یہہ صاف طور پر یقین کر لیجیے کہ اس بزرگ فخر اسلام کے شان سے
یہہ بعید ہے کہ آپ کی مخاصمانہ نخوت و تکبر کے مقابل وہ کھڑے ہوں آجتک جو
تحریر درمیان آئی وہ محض بزرگانہ نصائح کے طور پر تھی اب آئندہ آپ کی تنگ

چشمی ثابت ہوگئی ہے آپ نے اتنے بڑی ریویو کو صادقوں کے حالات و مقالات سے
پر کر گئے اب اسکا خود ہی انکار کر دینے اور اسکے برخلاف کھڑے ہو جانے سے
بازیچہ طفلان بنادیا اور امکانی اور تجویزی الفاظ کے بے معنے استعمال کرنیسے ان
الفاظ کی وقعت بھی کھو دی جس سے پبلک کی نظر میں سوائے آپ کے چند معتقدوں
کے آپ کی تحریرات خفیف اور بیکار ہو گئیں اور ہونگی تو اب اس بزرگ اہل اللہ
اہل باطن کا آپ کے مقابلہ میں آنا بھی میری دانست میں آپ کو فخر دینا ہے۔ انشاء اللہ
حضرت مثیل المسیح کے جان نثار انصار اور خادم ہی آپ کو کفایت کرینگے اور وہ
کچھ لکھیں گے کہ زمانہ دیکھے گا اگر آپ پچیس ۲۵ تیس کتابوں کے حوالے اپنے سفید مطلب
تاویلات کرکے لکھ دیں گے تو ادھر سے بھی دو سو کتابوں کے حوالوں کے علاوہ
دلائل عقلیہ کے طومار لگا دیے جائینگے کتابیں سب کے پاس موجود ہیں اور قلم ہر ایک
کے ہاتھ میں ہے جب تک حضور فخر اسلام کے ساتھ کچھ نسبت حسن ظنی کی تھی تب تک
ادھر بھی مہر سکوت تھی اب جب آپ اس حسن ظنی کو خیرباد کہکر خدا کی طرف سے حجت
قائم کرنیوالے کے ساتھ منہہ زوریاں کرنے لگ گئے ہیں تو مریداں باخلاص حضرت
موصوف بھی کچھ کم نہیں اگر مرضی مبارک یہہ ہی ہے تو کیا مضائقہ ہمیں میدان
ہمیں چوگاں ہمیں گو۔ یہہ قلمی جنگ بھی ایک زمانہ دیکھیگا اسلام میں آگے
بہت سی خانہ جنگیاں ہو چکی ہیں اس تازہ صداقت کے متعلق بھی جنگ ہونی
تھی اسکا وقت بھی آگیا ہے اب فیصلہ ہو جائیگا۔ تعجب ہی کہ جن صاحب کا قلم حضرت

مرزا صاحب کی تعریفوں اور مدحوں کے بارے پہلے سرنگوں ہو رہا ہے انہیں باہمت نے
سب سے اوّل اب مخالفت پر سر اٹھایا ہے بہتر تھا کہ وہ اپنے قلم کی سرنگولی کا لحاظ
کرکے اس معاملہ میں سرنگوں رہتے مگر جب یہہ بات انکی عادت میں داخل ہے تو کیوں
خاموش رہیں کوئی کم ہی مسلمان ہوگا جو ان کے اشاعۃ السنہ کی توپ کے نشانہ
سے محفوظ رہا ہوگا۔ ابتدا سے لیکر آجتک آپکی اشاعۃ السنہ نے صرف مسلمانوں کے
مقابل ہاں مسلمانوں کے ہی مقابل وہ وہ مناظرات کا بازار گرم رکھا ہے کہ الاماں
ورقوں کے ورق اپنی اہل اسلام بہائیوں کے نئے نئے نام وضع کرکے پبلک کے
سامنے پیش نظر کئے اور کئی دینی بہائیوں کے ساتھ مباحثات کے ڈھنگ ڈالکر
اپنی تیزی اور جولانئے طبع کا رنگ دکھایا۔ کسی کو مرتد لکھا کسیکو ملحد قرار دیا کبھی سید احمد
صاحب پر جوش ہو رہی ہیں کہیں وکیل احمدؐ کی خبر لیجا رہی ہے کہیں اپنے مقلد
بہائیوں کی گت بن رہی ہے سوای اشاعۃ السنہ کے اور کوئی تالیف تو آپ کے
لکھنے میں نہیں آئی اور خیر سے وہ بھی سوا ر بعض مضامین کے جنکو حضرت مرزا صاحب
نے للٰہی کاموں میں شمار کرکے مولوی صاحب کے جدوجہد کی تعریف کی ہے باہمی مباحثات
و مناقشات سے بھری ہوئی ہے افسوس ہے کہ مولوی صاحب حضرت میرزا صاحب کی اس
مدح سے بھی ناراض ہوئے ہیں۔ اور اپنی خوش فہمی سے خلاف نتیجہ برآمد کیا ہے
بیشک سچ ہے جب ضد حسد نفسانیت اور تعصب پیدا ہو جاتا ہے تو بھلی بھی
بری معلوم ہوتی ہے غرضیکہ آج تک آپ کی علمیت اور فضیلت اہل اسلام

کی تفرقہ پردازی اور اپنے دینی بھائیوں سے ہی مناقشات برپا کرنے کرانے
میں خرچ ہوئی کبھی تو کوئی رسالہ کوئی تحریر پبلک کے ہاتھوں میں نظر نہ آئی
کہ جسنے غیر مذاہب کے معترضوں اور انکے شورش برپا کرنے والوں حملوں کے مقابلہ میں
اسلام کا ڈیفنس کیا ہو۔ آجا کے فخر اسلام بزرگ درویش عالم کی مدح کی تھی وہ
بھی معلوم نہیں کس نیت سے اور کس خیال سے اب اس سے بھی دست بردار ہوگئے
اور وہی اپنا قدیمی ہتھیار ہاتھ میں لیکر وار کرنے شروع کر دئے ہو لوی صاحب
اپنے لکھے کا پاس نہیں تو اس بزرگ کے خدمات اسلامی جو غیر مذاہب کے مقابل
انہوں نے کر دکھائی ہیں اور اسرار و رموز قرانیہ اور برکات دین احمدیہ کی چمک
ظاہر کی ہے اسی کا لحاظ کر کے خاموشی اختیار کی ہوتی۔ اگر انصاف سے آپ کام لیں
تو خود ہی سمجھ میں آسکتا ہے کہ اس فخر اسلام بزرگ درویش عالم کی خدمات کے
مقابل آپ کے مناقشات اور تفرقہ پردازیاں کیا حیثیت رکھتی ہیں کبھی بھی اس
بزرگ درویش نے کسی فرقہ اسلام کی نسبت کوئی تردیدی تحریر شائع کی ہے اور
اسکی بے عیب پاک زندگی پر کسی مسلمان کو مرتد یا کافر کہنے کا دھبہ لگا ہے مجھے
تو یہ مقابلہ کرتے ہی خوف آتا ہے اور بے اختیار منہ سے یہ نکلتا ہے۔ چہ نسبت
خاک را با عالم پاک مجھے مولوی صاحب کے اس ریویو اور انکے امکانی اور تجویزی الفاظ
کے بیجا پہرہ بٹھانے پر دہلی کے تنبولی اور اسکے شوقین نوکر کی بات یاد آتی ہے۔
کہ میاں نوکر برادری کی پنچایت میں اپنا اظہار انجام پر پہنچا کر کسی کے اشارہ

سے یک بیک بول اٹھے کہ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اور اسکے اصلی اور سچے واقعہ کو
مبدل بہ خواب کر دیا یہی چال مولوی صاحب اس ریویو میں چلے ہیں یقینی واقعات اور
حالات بیان کرتے کرتے اور زور شور کی تائیدی راؤں سے اصلیت الہامات حضرت
میرزا صاحب کھولتے کھولتے نہیں معلوم انکی اڈیٹرانہ ضمیر نے انہیں کیا اشارہ کیا کہ سارے
ریویو کو تجویزی اور امکانی بنا دیا مگر اہل انصاف خود دیکھ لیں گے۔ کہ امکانی اور تجویزی
فیصلوں کی کیا یہی طرز ہوا کرتی ہے؟ نہایت افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے اپنے تشفی اور
اطمینان یابی کی اور حضرت میرزا صاحب کی شناخت کی کوئی معیار بھی قائم نہ کی کہ اس معیار کی مطابق
حضرت مرزا صاحب کے وجود مبارک کو منطبق کر کے انہیں تجربہ اور مشاہدہ کر لینے کی
تکلیف دی جاتی۔ اگر ولی بن کر وہ ولی کو پہچاننا چاہتے ہیں تو خدا انکو نصیب کرے
چشم ما روشن دل ما شاد۔ مگر بصدق دل یہہ عرض ہے اور دعوی کیا جاتا ہے کہ آپ
بصدق ارادت حضرت میرزا صاحب کی حضور میں بغرض استرضای رضا مندی مولا و بہ نیت
حصول نور کاملانہ جو ان کو عطا ہوا ہے حاضر ہوئے ہوتے تو یہہ انکار و اصرار ہرگز
نہ ہوتا میرے خیال میں مولوی صاحب حضرت میرزا صاحب کے معاملہ میں مذبذب حالت میں
رہے ہیں لا الی ہٰؤلاء ولا الی ہٰؤلاء کچھ عالمانہ شان اور کچھ حضرت میرزا صاحب
کے ان مدارج غیر فانی پر پہنچ جانے کے حسد نے جو علوم ظاہری پر اترانے والوں کا خاصہ
ہے حضرت میرزا صاحب کے ایک قدیمی ہم مکتب اور قریبی ہمسایہ کو فیض صحبت سے
محروم رکھا اگر حضرت میرزا صاحب کی شناخت متکلمین کے مقرر کردہ اصول پر مولوی صاحب

منحصر کرتے ہیں اور اپنے خانہ ساز اصول موضوعہ کے لمبے فرد کے مقابلہ میں عارفین اور کاملین کے حالات و مقالات کی کچھ قدر و عزت ہے تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رئیس المحدثین والمتکلمین مرحوم کے حجۃ اللہ البالغہ کا ایک مقام پیش کیا جاتا ہی اور اگر مولوی صاحب کو اپنے اصول موضوعہ کے لمبے فرد کی تسلیم کرالینے کے بعد مجادلانہ اور مخاصمانہ بحث کا رنگ دکھلانا منظور ہے تو خیر پھر تر کی بہ تر کی ہی سہی حجۃ اللہ البالغہ کے باب حقیقۃ النبوۃ وخواصہا میں شاہ صاحب مرحوم ایسے افراد کو جنہیں خدا پیشوا و ہادی و راہنما ہونے کی عزت بخشتا ہے مفہموں کے لقب سے ملقب کرتے ہیں آپکی عبارت کا ماحصل یہہ ہے کہ مفہموں مختلف استعداد اور کئی قسم کے ہوتی ہیں جسکو اکثر خدا کی طرف سے بذریعہ عبادت کے تہذیب نفس کا القا ہوتا ہے وہ کامل کہلاتا ہے جسکو اکثر عمدہ اخلاق اور تدبیر منزل کے علوم کا القا ہوتا ہے وہ حکیم کہلاتا ہے جسکو سیاست کے امور کا القا ہوتا ہے اور وہ اسکو عمل میں لا سکتا ہے وہ خلیفہ کہلاتا ہے۔ جسکو ملاء اعلی سے تعلیم ہوتی ہے اور اس سے کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ وہ موید بروح القدس کہلاتا ہے اور جسکے دلمیں اور زبان میں نور ہوتا ہے اور اسکی نصیحت سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور اسکے حواریوں اور مریدوں پر بھی نور و سکینہ نازل ہوتا ہی وہ ہادی اور مزکی کہلاتا ہے۔ اور جو قاعدہ ملتہ کا زیادہ جاننے والا ہوتا ہے وہ امام کہلاتا ہے۔ اور جس کے دل میں کسی قوم پر آنے والے واقعہ کی خبر ڈالدی جاتی ہے جسکو وہ پیشگوئی کرتا ہے یا قبر حشر کے حالات کا اسپر انکشاف ہوتا ہے

اور وہ اسی کا وعظ لوگوں کو سناتا ہے وہ منذر کہلاتا ہے اور جب خدا اپنی حکمت سے مفہین
میں سے کسی بڑے شخص کو مبعوث کرتا ہے تاکہ لوگوں کو ظلمت سے نور میں لاوے تو وہ نبی کہلاتا
ہے مولوی صاحب نے بہت سی کتابیں چھان ماریں اور تصدیق حالات و الہامات حضرت
میرزا صاحب میں ورقوں کے ورق شواہد نقلی سے پُر کر دئے مگر ان کے منصب خداداد کی
طرف مولوی صاحب کا گوشہ خاطر نہ ہوتا تھا نہ ہوا - کہ جس سے ان کے تیقن اور تسکین دل
کی بھی راہ نکلتی - وہ خاکسار نے عرض کر دی ہے - اگر حضور میرزا صاحب جیسے عالم
درویش فخر اسلام اہل اللہ اہل باطن کی خدمت میں حاضر ہونا اپنے عالمانہ
شان کے مولوی صاحب برخلاف سمجھتے ہیں اور انکی فاضلانہ حیثیت ایک فقیر کی دُعا
لینے کی انہیں اجازت نہیں دیتی اور انکو یہہ میسر نہیں آتا کہ وہ ایک درویش فخر
اسلام کے سامنے زانو ادب تہ کر کے ارادت کے ساتھ جا بیٹھیں اور وہ کچھ دیکھ
لیں جو ارادت مند مشاہدہ کرنے والوں نے دیکھا ہے - تو نہ سہی - وہ اپنی گدی
پر بیٹھے بیٹھے تعصب و نفسانیت عالمانہ کو یکسو کر کے انصاف سے اس معیار پر
موید بروح القدس مسیح الزمان کو پرکھ لیں اور اس منذر کے شان کو جانچ لیں
اور ناحق کے اصرار اور ضد سے باز آجاویں کہ اصلاح است اسی میں متصور ہے
اور فلاح پانے کی یہہ ہی راہ ہے وہ تو خطوط میں حضرت مرزا صاحب کے ناصح مشفق
بنے ہیں معلوم نہیں کس خیال اور کس نیت سے مگر یہہ خاکسار نیاز مند اُن کا ناصح مشفق
بن کر عرض کرتا ہے - گر قبول افتد زہے عز و شرف - اخیر پر مولوی صاحب نے براہین احمدیہ

پر لفظی نکتہ چینی بھی کی ہے - اور چار قسم کے نقایص ظاہر کئے ہیں از انجملہ اول یہہ کہ اسکی
عبارت اردو عمدہ نہیں ہے اسکے بعض محاورات فارسی کے تابع ہیں اور اکثر محاورات اردو
غیر فصیح ہیں - جیسے لفظ کہ تا بجائے (تا کہ) اور لفظ (جو) بجائے (کی) اور لفظ جو کہ بجائے
(جو) یہہ نقص لکھکر مولویصاحب خود ہی ڈیفنس بھی کرتے ہیں چنانچہ تحریر فرماتے ہیں -
مگر ہم اس نقص میں مولف کو معذور جانتے ہیں اور پنجاب کے اکثر اہل علم جنکو ہندوستان
میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا اور نہ اردو تحریرات اخبارات وغیرہ دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے
ایسی ہی ہوتی ہیں - اگرچہ مولویصاحب نے یہہ نقص ظاہر کرکے خود ڈیفنس بھی کردیا ہے
مگر مجھے مولویصاحب کی ایسی آہو گیری پر بھی افسوس ہے - یہہ کتاب براہین اطراف و
اکناف ہندوستان میں شایع ہوئی ہے اور اسکے نور برکات سے کئی دل منور ہوئے
ہیں خصوصاً ہندوستان کے باشندوں نے بہت قدر کی نگاہ سے اسکو دیکھا ہے - جن
کی عزت افزائی - اور اس کتاب مبارک کی شہرت عام آپکے ریویو تحریر کرنیکا باعث
ہوئی - مگر انہوں نے ایسی خردہ گیری کا خیال نہیں کیا اور آجتک اس کتاب کے
مضامین عالی کے مقابلہ میں عبارت پر کوئی حرف نہیں رکھا بلکہ بعض مولوی ان کی
حسد سے یہہ کہنے لگ گئے ہیں کہ یہہ کتاب جو ایسی صوری و معنوی خوبیوں سے بھری
ہوی ہے - حضرت مولف کی تالیف و تصنیف نہیں ہے - دیکھو مولوی محمد اسمٰعیل
علی گڈہ والے کی تحریر جسکا جواب رسالہ فتح اسلام میں حضرت اقدس نے دیا ہے - اور
مولویوں نے گویا اس الہامی پیشین گوئی کو ثابت کیا ہے جس میں حضرت مسیح الزمان

کوارشاد ہوا تھا کہ لوگ اس کتاب کو دیکھ کر کہیں گے کہ تیری تصنیف نہیں ہے اگر خود
زبان اردو کو ہندوستان کے شہروں کی مقامی حیثیت سے دیکھا جائے تو بہت
سے محاورات آجتک مختلف چلی آتے ہیں ایسے نقائص کے اظہار کا میدان دو شہر دہلی
اور لکھنو بہت مشہور ہیں خود ان کے محاورات میں آج تک اختلاف ہے۔ ایک محاورہ
اہل دہلی کے نزدیک مسلم اور سراپا خوبی سے بھرا ہوا ہے وہی محاورہ اہل لکھنو اپنے
خواش تراش میں غیر مسلم اور سخت بھونڈا اور کریہہ سمجھتے ہیں بے ادبی معاف اگر
خود مولویصاحب کی تحریرات جو آجتک پبلک کے سامنے آئی ہیں صرف اس غرض کے
واسطے دہلی کے زباندانوں اور لکھنوی بانکپن والوں کے پیش نظر رکھی جائیں تو
میں نہیں یقین کرتا کہ یہہ حضرات بغیر لے دے کے چھوڑیں۔ آخر مولویصاحب بھی تو پنجابی بٹالہ
ضلع گورداسپورہ کے رہنے والے ہیں صرف ہندوستان کے محدود چند شہروں کی سفر اور
اور محدود ملاقات ہندوستانیوں سے اتنے کہاں زبان دان ہو گئے کہ نکتہ چینی کا بھی
حوصلہ ہو گیا۔ اور حضرت میرزا صاحب کے۔ کہ تا [۱]۔ اور جو [۲]۔ اور جو کہ [۳]۔ صرف تین نقطوں کو
اپنی عیب گیر آنکھوں سے تاڑ گئے ایسی خفیف۔ لفظی نکتہ چینی کا ذکر ہی ان کو مناسب
نہ تھا اگر مولویصاحب کو اردو اعلیٰ زباندانی کا فخر و دعوے ہے۔ تو خیر انہیں مبارک رہے
جہاں ان کے اور علمی کمال بڑے ہوئے ہیں ایک یہہ بھی ان میں شامل ہو جانے سے اہل
ہند میں اعلیٰ درجہ کے زباندان اگر مانے جائیں تو پنجابیوں کو کچھ حسد نہیں پنجاب کے اکثر
اہل علم کو وہ کیوں بدنام کرتے ہیں اس عاجز درویش بندۂ خدا نے جب لوگ میرزا کہتے

ہیں اور جسکے آبا و اجداد فارالاصل تھے اور جنکو فاتحہ ہند ہونے کا فخر حاصل ہوا ہے۔ کب یہہ دعوے کیا ہے کہ وہ اردو کا اعلیٰ زباندان ہے اگر حضور مسیح الزمان کے محاورات فارسی ہیں تو ہونے چاہییں کیونکہ وہ فارسی الاصل ہیں۔ میرے خیال میں یہہ نقص نہیں یہہ انکا فخر اور تمیز کا نشان ہے۔ فارس کی نسل سے وہ معلم تب آئیگا۔ تعلیم دینداری کی وہ ساتھ لائیگا

(۲) نقص دوم یہہ لکھا ہے۔ کہ اس میں تطویل بہت ہے۔ ایک مطلب کئی کئی دفعہ کبھی نثر میں کبھی نظم میں ادا کیا گیا ہے کہ جس میں کتاب کا حجم و خرچ طبع بڑھ گیا ہے۔ یہہ نقص تحریر کر کے مولویصاحب لکھتے ہیں کہ اس میں بھی جناب مولف معذور معلوم ہوتے ہیں شاید وجدانی ذوق اور ایمانی جوش انکو اس تکرار پر مجبور کرتا ہے سبحان اللہ مولویصاحب کی حسن ظنی حضرت مرزا صاحب کی جناب میں کیسی دورنگی پیدا کر لی جاتی ہے۔ نقص بھی جتائے جاتے ہیں اور ڈیفنس بھی کئے جاتے ہیں کوئی کچھ سمجھے میں تو یہہ سمجھتا ہوں کہ ارادت قلبی اور محبت ولی کا نور مولویصاحب کے سینے میں نہیں ہے۔ ہم نوش و ہم نیش انکی اڈیٹرانہ پیش بندی اور عالمانہ تحریرات کا خاصہ ہے حضرت یہہ وجدانی شوق اور ایمانی جوش اُسی کامل نور کے بھرے ہوے سینہ کے جذب کا ظلی نتیجہ ہے جو کتاب الٰہی کا مطلع انوار ہو رہا تھا اور جس سے قرآن کریم جیسے کتاب ظلمت کدہ جہاں پر نور افگن ہوئی۔ یہی اعتراض تکرار عبارات اور نقل قصص اقوام سابقہ کا قرآن مجید پر وارد کیا جاتا رہا اور زمانہ حال کے تعلیم یافتہ غیر مذہب اور علوم مغربی کے شائق جن کو خشک روکھی پھیکی بناوٹی فلاسفیانہ طرز پسند ہے اب بھی یہی اعتراض اس پاک کتاب پر کرتے ہیں اور بیجا تطویل کا الزام دیتے

ہیں جو جواب مولویصاحب قرآن شریف کے ڈیفنس میں پیش کریں اسی ڈیفنس کو ظلی طور
پر خدا کے بھیجے بندے تابع رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم یعنی مرزا کی طرف سے سمجھ لیں *
(۳) تیسرا نقص یہہ ظاہر کیا ہے کہ اس میں بعض مطالب بے محل وارد کیئے گئے ہیں۔ اہم
مقاصد جو اس کتاب کی اقطعی غایات سے ہیں جیسے اثبات الہام و بے مثلیت قرآن
اسکے مبادی خصوصاً حواشی میں لائے گئے ہیں اس کا خاص ڈیفنس بھی ساتھ ہی
مولویصاحب یہہ کرتے ہیں کہ شاید اس میں بھی جناب مولف معذور ہوں وہ استعجال
ناظرین کے سبب مقاصد کو مبادی میں لے آئے ہوں۔ مگر اتنا میں اور ایزاد کیئے دیتا
ہوں۔ ہر کسے مصلحت خویش نکو می داند *
(۴) چوتھا نقص یہہ بیان کیا ہے۔ کہ بعض جگہہ کتاب میں مخالفین کے حق میں سخت
کلامی پائی جاتی ہے جو اس زمانہ سویلزیشن یعنے تہذیب میں عام طبایع کے سفر کا موجب ہے
یہہ اعتراض و نقص خود مولویصاحب کی تحریرات میں بھی جابجا موجود ہے۔ جیسا کہ
اسی تحریر میں خاکسار نے بعض جگہہ اشارہ کر دیا ہے۔ شاید مولوی صاحب اپنی نسبت
اتنا کہکر چھوٹ جائیں کہ ہم روحانی تھوڑے ہیں۔ نورانی اور روحانی اشخاص سے
سخت کلامی نہیں ہونی چاہیے۔ اگرچہ مولویصاحب کا یہہ کہنا بڑے شرم کی بات ہے
کیونکہ انہوں نے بھی اپنے خیال میں ایک ریفارم اور اصلاح کا بیڑا اٹھا رکھا ہے
کیا ان سے مرلحات انسانی اور اسلامی کوئی ساقط ہو گئیں ہیں کہ وہ مستثنیٰ سمجھے جائیں
مگر مجھے اس امر کی بابت یہاں عرض کرنیکی ضرورت نہیں حضرت مرزا صاحب نے گذشتہ

مقدسوں کے کلاموں سے ایسے تحریک پیدا کرنے والے الفاظ کا استعمال ہونا ثابت
کرکے اس کا جواب مفصل مدلل بکمال رسالہ ازالة الاوہام میں خود ہی تحریر فرمادیا ہے
اگر مولویصاحب کی تسلی اس سے نہ ہوئی اور وہ اسپر کچھ زیادہ دلائل سے بحث کرینگے
تو انشاء اللہ تعالے پھر اسکے مفصل جواب میں اوسطرف سے بھی دریغ نہوگا - یہہ نقائص
اربعہ لکھکر خود ہی اپنی عارضی حسن ظنی سے مولویصاحب یہہ بھی لکھتے ہیں کہ ان نقائص
اربعہ کے بیان کے ساتھ ہم یہہ کہنا بھی فرض جانتے ہیں کہ یہہ نقائص صوری ان
خصائص و محاسن معنوی کے مقابلہ میں کچھ وقعت نہیں رکھتے اُن کے سامنے بحکم
الحسنات یذہبن السیئات یہہ ہباءً منثورا کا مصداق ہیں یہہ لکھکر اسبات کی تاکید کی
ہے کہ آئندہ یہہ کتاب ان نقائص سے بری رہنی چاہیئے مگر حیرانی یہہ ہے کہ جس بندہ
خدا نے یہہ بڑا اصلاح و فلاح قوم کا اٹھایا ہوا ہے اور جس پہلو پر اسکا خدا اسے چلاتا
ہے اوسی سنت قدیم پر وہ چلے یا نکتہ چینیوں کی نصیحتوں کا لحاظ کرکے اور انکی معترضانہ
نصیحتوں کو جو صرف غلط فہمی اور اصل مقصود کے نہ سمجھنے پر مبنی ہیں قبول فرماکر اپنی
منصبی صداقتوں کے اعلان سے باز رہے اور مفتریوں کی افترا پردازیاں جو عام
لوگوں کے حق میں سم قاتل کا اثر رکھتی ہیں علے روس الاشہاد ظاہر کرکے ان کے
اثر مہلک سے لوگوں کو نہ بچاوے؟ اسکے بعد مولویصاحب اس کتاب کی خوبیوں کے گن یوں
گاتے ہیں - اہ

اس کتاب کی خوبی اور بحق اسلام نفع رسانی اس کتاب کو بچشم انصاف پڑھنے اور ہمارے

ریویو کو دیکھنے والوں کی نظروں میں مخفی نہ رہے گی۔ لہذا بحکم ہل جزاء الاحسان الا
الاحسان کافہ اسلام پر اہل حدیث ہوں خواہ حنفی شیعہ ہوں خواہ سنی وغیرہ اس
کتاب کی نصرت اور اسکے مصارف طبع کی اعانت واجب ہے مولف براہین احمدیہ نے
مسلمانوں کی عزت رکھ دکھائی ہے۔ اور مخالفین اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدی کی
ہے اور یہہ منادی اکثر روئے زمین پر کردی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں
شک ہو وہ ہمارے پاس آئے اور اسکی صداقت دلائل عقلیہ قرآنیہ و معجزات نبویہ محمدیہ
سے جس سے وہ اپنے الہامات و خوارق مراد رکھتے ہیں بچشم خود ملاحظہ کرلے پھر کیا اس احسان
کے بدلے مسلمانوں پر حق نہیں ہے کہ فی کس نہ سہی فی گھر یک نسخہ کتاب اوسکی ادنیٰ قیمت
دیکھ کر خرید کریں اور یہہ شعر پڑھیں ؎

جمادے چند دادم جاں خریدم
بحمد اللہ کہ بس ارزاں خریدم

اور آخر کار مولوی صاحب نے یہہ دعا لکھ کر اس ریویو کو ختم کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں
کہ اب ہم اس ریویو کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں۔

اے خدا اپنے طالبوں کے راہنما ان پر ان کی ذات سے انکے ماں باپ سے جہان کے
شفقتوں سے زیادہ رحم فرما۔ تو اس کتاب کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالدے
اور اسکی برکات سے ان کو مالا مال کردے اور کسی اپنے صالح بندہ کے طفیل اس

اس خاکسار شرمسار گنہگار کو بھی اپنے فیوض الہامات اور اس کتاب کی اخص برکات سے فیضیاب کرے۔

اے ناظرین لو مولویصاحب کا امکانی اور تجویزی ریویو ختم ہو گیا کتاب براہین الاحمدیہ کی اشاعت کا اشتہار بھی زور سے مولویصاحب نے دیدیا اور جمیع فرقہ ہائے اہل اسلام کو نہایت موثر فقرات سے اسکی خرید اور مطالع کیطرف توجہ بھی دلادی۔ یہاں تو تعجب اور حیرانی کی حد نہیں رہی ایک وقت وہ تھا کہ مولویصاحب جناب مولف اور اوسکی کتاب کے مناد تھے ان کے اس اشتہار کے برزور جملے اگر آپ انکی سامنے رکھے جائیں اور عرض کیا جاوے کہ مولویصاحب یہہ وہی جناب مولف ہیں جن کے حق میں آپ کی یہہ تحریر ہے غضب ہے کہ جس بزرگ کے تقدس اور پاکیزگی اور اسکی تالیف کی بحق اسلام نفع رسانی کے نہائت زور سے قائل ہو کر اسکی نصرت اور اسکے مصارف طبع کی اعانت کا اشتہار آپ دیں اور جناب مولف کے حق میں یہی آپ کا اعتقاد ہو کہ اس نے مسلمانوں کی عزت رکھ دکھائی ہے تو پھر آپ کیسے مسلمان ہیں کہ ایسے مسلمانوں کی عزت رکھ دکھانے والے کے مقابل مخالفت کا بیڑا اٹھائیں ہل جزاء الاحسان الا الاحسان کے معنے آپ خوب سمجھے اہل حدیث حنفی۔ شیعہ۔ سنی وغیرہ کی طرف تو وہ خطاب اور اپنا یہہ حال حق پسند اور انصاف گزین ناظرین آپکی اس نصرت کا رد و الٰی کا خود موازنہ کر لینگے امید ہے کہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کی ان رلٹوں۔ اور حضرت میرزا صاحب کے حق میں حال کی اشاعت کردہ مراسلت کے نوٹوں کے دیکھنے سے مولوی صاحب کی تلون مزاجی کا ثبوت آسانی سے ہو جائیگا

اور سخت بے اعتباری کا دھبہ انکی تحریر پر عاید ہوگا۔ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے جب اتنی بڑی صداقتوں کا اقرار کرکے پھر انکار کیا گیا ہے تو مولویصاحب کے حال کی مخالفانہ تحریر بھی کیا اعتماد کے قابل متصور ہو سکتی ہیں ایک شاید کوئی زمانہ آجائے کہ ان سے بھی ہاتھ اٹھا کر الگ ہو جائیں۔ جن برکات و انوار کتاب حضرت مرزا صاحب نے مولویصاحب کو اشتہار و اعلان پر مجبور کیا تھا۔ اور اب وہ کاہیکو اس کتاب کے مضامین سے اتفاق کرینگے۔ وہ ہر ایک طالب حق کے سامنے موجود ہیں۔ اور سعادتمندوں کی فیضیاب ہونیکی راہیں اس میں کھلی ہیں۔ وہ بیشک اس سے فیضیاب ہوئے ہیں اور ہوں گے۔ مگر مولویصاحب کی دعا کا اثر الٹا ہوا۔ سبحان اللہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہ ظلمت میں پھنسے ہوؤں کی واسطے جناب باری میں دعا مانگی تھی مگر جسکی حق میں ہوئی تھی اوسی کے حق میں قبول ہوئی۔ مولویصاحب نے اپنے ایک پرائیویٹ کارڈ میں حضرت مولوی نورالدین صاحب کی نسبت لفظ (پولوس) استعمال کیا تھا وہ کارڈ بعینہ بجنسہ دیکھا مجھے اس لفظ کے دیکھنے سے تعجب ہوا کہ مولوی نورالدین صاحب تو پہلے انصار میں داخل ہیں۔ ان کو پولوس کن معنی سے کہا گیا ہے اسوقت مجھے مولویصاحب کی دعا پر یہہ فقرہ یاد آگیا اور محل لفظ پولوس کون تھا۔ اور کس کو اس نے ستایا تھا اور پھر وہ کسطرح باز آیا تھا بعینہ وہی چال اب مولوی خلاف مثیل المسیح پر چلے ہیں۔ اگر منشاء الٰہی میں ہے اور تقدیر ربی میں یہہ مقدر ہے تو مثیل الپولوس کے مصداق بوجہ احسن ہو سکتے ہیں۔ مولوی نورالدین بیچارہ تو پہلے ہی دن سے انصار

میں داخل ہے۔ اگر اس فاروقی الاصل کو حضرت مرشدنا سے کچھ نسبت ہے تو وہ صدیقیت
کی ہے۔ نہ یولوسیت کی۔ اب چونکہ مولوی صاحب کا ریویو ختم ہو گیا ہے۔ اسلئے یہہ عاجز بھی
اس تحریر کو ختم کرتا ہے اور آخر مین اسبات کا افسوس ہے کہ مولوی صاحب کی ایسی
سخت مخالفانہ اور مخاصمانہ کارروائی کے سبب سے خلاف ضمیر خود اس تحریر کے بلک
میں ظاہر کرنیکا مجھے جوش پیدا ہوا۔ اور حضرت مرشدنا مسیح الزمان کی جناب میں
مولویصاحب کی ایسی آتش زبانی نے ایک گوشہ نشین گمنام ناچیز آدمی کو چین نہ لینے دیا
ابھی ابتدا ہے دیکھئے انتہا کیسی ہوتی ہے اور اسلام کی اس سخت افسوسناک حالت
پر بھی جو آجکل یزیدی طبائع لوگوں نے علماء وقت کے دنیوی اعتراض سے بھرے ہوئے
مسلکون پر چل کر بنا رکھی ہے مجھے اپنے نانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہم کے نواسے شہید
کربلا کے ظلموں کی تصویر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے سب اہل اسلام واقف ہیں
کہ یہہ حسرتناک واقعہ سرزمین دمشق کے میدان کربلا میں ان بیوطن مسافروں کے
قافلہ پر خبیث ترین پیدائش بنے آدم یزید پلید کی حکومت میں اس کے حکم سے اور دنیوی
ملانون کے فتووں سے گذرا تھا۔ ٹھیک یہی حالت اب اسلام کی بھی ہو رہی ہے اس سرزمین
ہند میں محبوب رب العالمین فخر الاولین والآخرین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اس
بیوطنی اور مسافرت میں ظالموں کی زبان و قلم کے ہتھیاروں سے ذبح ہو رہا ہے
اور محض دنیا پرست ملا فتووں پر فتوے دیگر دین عزیز کی ذلت اور تخریب کرا رہے ہیں
اور حق گو صداقت کیش بزرگوں کے مقابلہ پر ہتھیار بندی کی پڑائی ہے یہہ سخت رنجخ

اور قیامت کا زمانہ ہے بے شک یہہ وقت تھا کہ ہادی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور انہیں معنے سے پوری ہوئی جیسے کہ آگے پیشین گویاں پوری ہوتی رہی ہیں۔ یہہ ابن مریم کے نزول کا وقت تھا کہ وہ روحانی بزرگ مقدس وجود آگر اسلام کی اور امت مرحومہ کی پشت پناہ ہوتا بیشک وہ آیا ہے اور بشارات سے آیا ہے اور دمشق کے مشرقی کنارہ سے اترا ہے ظاہری معنوں پر حدیث کو محمول کرنے والے ظاہر پرست مسیح اسرائیلی کو آسمان سے اتار لیں۔ یہہ تو ابن مریم ہو کر آیا ہے اور اوسی قدیمی عادت پر آیا ہے جسطرح مجدد و محدث امام آتے ہیں اپنے آپ کو تو اس مقدس کی پیروی سے غرض ہے اور حدیث کے سچے معنوں سے فائدہ اٹھانے کی توقع۔ ؎ ابن مریم ہوا کرے کوئی + اپنے دکھ کی دوا کرے کوئی + ہند میں یا دمشق میں اترے + اپنی حاجت روا کرے کوئی +

خاکسار حامد سیالکوٹی

اعلام الناس - حصہ دوم

ناظرین حق کیش و شایقین صدق اندیش کو مژدہ ہو - کہ رسالہ نافع اعلام الناس حصہ دوم
مؤلفہ جناب مولٰینا و اولینا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نزیل بہوپال عم فیضہ
(جسکا پہلا حصہ بباعث اپنے فوائید اجلّہ و حقایق اکملہ کے جسمین جناب صداقت مآب
حضرت اقدس مسیح موعود حضرت مرزا صاحب کے دعاوی حقہ کو نصوص بینہ فرقانیہ و ادلّہ
کاملہ احادیث نبویہ سے ثابت کیا گیا ہے اطراف و اکناف عالم مین چھپکر شایع و ذایع ہو چکا ہے) بتایید ایزدی
چھپکر تیار ہو گیا ہے - یہہ حصہ دوم اپنے حقایق عجیبہ اور دقایق غریبہ کے رو سے ایک نعمت غیر مترقبہ
ہے - اسمین حضرت اقدس مرزا صاحب کے دعاوی کے متعلق کافی اور مفصل بحث کیگئی ہے
جن جن امور مین بعض کوتہ اندیش کج فہم ملاؤن کو شکوک و شبہات کے الجھن نے قبول حق سے
روکا ہے انکی حقایق اور کوائف کا پورے طور پر انکشاف کر دیا ہے - مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب
کی اون ناانصافیون کو جو انہون نے حضرت اقدس مرزا صاحب کی شان مین ناجایز طور پر جایز سمجھی ہین مدلّل اور
پُر تہذیب جوابون سے ظاہر فرمایا ہے - زیادہ تر لطف انگیز یہہ امر ہے کہ کہین کہین حسب حال مذاقیہ اشعار
اور لطیف امثال سے بہی کام لیا ہے - علم معانی و بلاغت کا بہی خوب ہی زور دکہایا ہے - ہر ایک امر کو
نصوص بیّنہ اور دلایل قویّہ سے مستند فرماکر قلمبند کیا ہے - محاورات قرانیہ او رمورودات اقوال نبویہ کا
ایک نقشہ کہینچکر دکہا دیا ہے - اہل البصیرت حق پسند نیک فطرت ناظرین کے لیئے ایک عجیب رہنما ہے
جس کے ذریعہ وہ اپنی حق بین نظر سے مولوی محمد حسین صاحب اور انکے ہم مشرب لوگون کی حقیقت اور لیاقت
کا پورا موازنہ کر سکتے ہین - حق تو یہہ ہے کہ کتاب کیا ہے ایک سرچشمہ فیض ہے جس سے ہزارون پیاسون کی پیاس
بجہے گی - اور سینکڑون عزیزون کے کلیجے ٹھنڈے ہون گے - قیمت فی جلد علاوہ محصولڈاک
۸/ - جو صاحب پچیس جلد یا اس سے زیادہ یکمشت خرید ینگے - آنکو فی جلد ۵/

المشتہر
غلام قادر - فصیح - مالک و مہتمم پنجاب گزٹ سیالکوٹ